

سرکاری رپورٹ

خصوصی طلب شدہ تیرہواں اجلاس



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 13 جون 1996ء برطابن 26 محرم الحرام 1417 ہجری

| نمبر شمار | نہرست | صفہ نمبر |
|-----------|--|----------|
| ۱۔ | آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ | |
| ۲۔ | موجودہ جلاس کے چیئرمینوں کے پیش کالاعلان | |
| ۳۔ | رخصتگی درخواستیں | |
| ۴۔ | واپیہ اکے مسئلہ پر عام بحث معزز اراکین کی تقاریر | |
| ۵۔ | مشترکہ قرار و اصلاحات سردار شاء اللہ زبری و دیگر مذکورات | ۵۷ |

(الف)

1- جناب اسپیکر عبد الوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ارجمن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی اختر حسین خان

2- جوانہٹ سیکریٹری (قانون) عبد الفتاح کھووسہ

صوبائی کابینہ کے ارکان

| | | |
|-------------------------------|-----------------------------|---------------------------|
| ۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی | پی بی ۲۶ جمل مگسی | وزیر اعلیٰ |
| ۲۔ جام محمد یوسف | پی بی ۳۲ سلیمان | سینئر وزیر |
| ۳۔ شیخ جعفر خان مندو خیل | پی بی ۱۳ اڑوب | وزیر خزانہ |
| ۴۔ میر عبداللہ جمالی | پی بی ۲۰ جعفر آباد | پیکر ہمایہ انجینئرنگ |
| ۵۔ ملک گل زمان کاٹی | پی بی ۲ کوئنہ II | وزیر ترقیات و منصوبہ بندی |
| ۶۔ میر عبدالجید بیرونی | پی بی ۳۲ آواران | وزیر فوج اسٹاک |
| ۷۔ ملک محمد شاہ سردانی | پی بی ۱۳ اڑوب قلعہ سیف اللہ | چوچ و اتفاق زکوہ |
| ۸۔ ڈاکٹر عبد المالک بلوچ | پی بی ۷ ستر بت I | وزیر تعلیم |
| ۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی | پی بی ۸ ستر بت II | وزیر مال رائمسائز |
| ۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ | پی بی ۹ ستر بت III | وزیر اطلاعات کیل و شافت |
| ۱۱۔ مسٹر پچکول علی بلوچ | پی بی ۶ ملک گور | وزیر ماہی گیری |
| ۱۲۔ مسٹر عبدالحید خان اچھری | پی بی ۹ قلعہ عبد اللہ II | وزیر آپا شی و ترقیات |
| ۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ | پی بی ۱۰ کوئنہ I | ائیں ایڈجی اے ڈی و قانون |
| ۱۴۔ مسٹر عبدالقدیم بابت | پی بی ۱۱، لور الائی | وزیر جمیل خانہ جات |
| ۱۵۔ مسٹر عبد القبارودان | پی بی ۸، قلعہ عبد اللہ I | وزیر جنگلات |
| ۱۶۔ سردار شاء اللہ زہری | پی بی ۳۰، خضدار I | وزیر بلدیات |
| ۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری | پی بی ۲۹ قلات | وزیر زراعت |
| ۱۸۔ حاجی میر لٹکری خان ریسانی | پی بی ۲۳ بولان II | وزیر انٹر سٹریز معدنیات |
| ۱۹۔ نوابزادہ گزری خان سری | پی بی ۱۸ اکوہلو | وزیر داخلہ |
| ۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری | پی بی ۱۶ اسی | مواصلات و تعمیرات |
| ۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی | پی بی ۲۱ جعفر آباد II | وزیر خواراک |
| ۲۲۔ سردار نواب خان ترین | پی بی ۷ اسی رزیارت | وزیر پیاوادا |
| ۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لوئی | پی بی ۱۰ لور الائی I | وزیر صحت |

(ج)

- | | |
|----------------------------|--------------------|
| ۲۳۔ مشر طارق محمود کھیڑان | پی بی ۱۲ اباد کھان |
| ۲۴۔ مشر سید احمد ہاشمی | پی بی ۳ کوئٹہ III |
| ۲۵۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ | پی بی ۷ پشین II |
| ۲۶۔ عبد الوحید بلوچ | پی بی ۳ کوئٹہ IV |
| ۲۷۔ ارجمند اس بگشی | ہندو اقلیت |

ارکین اسمبلی

- | | |
|---------------------------------|--------------------------------|
| ۲۹۔ حاجی سعی دوست محمد | پی بی ۵ چاغی |
| ۳۰۔ مولانا سید عبدالباری | پی بی ۶ پشین I |
| ۳۱۔ مولانا عبد الواحش | پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ |
| ۳۲۔ نوابزادہ سلیمان اکبر بگشی | پی بی ۹ اڈریہ بگشی |
| ۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوس | پی بی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد |
| ۳۴۔ مشر محمد صادق عربانی | پی بی ۲۳ نصیر آباد |
| ۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈوکی | پی بی ۲۵ بولان II |
| ۳۶۔ نواب عبد الرحمن شاہوی | پی بی ۷ مستونگ |
| ۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ | پی بی ۲۸ قلات / مستونگ |
| ۳۸۔ مشر محمد اختر میٹل | پی بی ۳۱ غضدار II |
| ۳۹۔ سردار محمد حسین | پی بی ۳۲ خداں |
| ۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتائی | پی بی ۵ ۳ لسپید II |
| ۴۱۔ سید شیر جان | پی بی ۰ ۳ گواڑ |
| ۴۲۔ مشر شوکت ہاز سچ | عیسائی |
| ۴۳۔ مشر سراج نگہ | سکھ پارسی |

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخ 13 جون 1996ء بمقابلہ 26 محرم الحرام 1417ھ

بروز جمعرات بوقت ساڑھے گیارہ بجے (معنی)

ذی صدارت جناب عبدالوحید بلوچ - احیکیر صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں
منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالستین اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ أَمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا
هُمْ بِمُؤْمِنِينَ هُوَ يَخْدِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا
يَخْدِعُونَ إِلَّا أَنفُسُهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ هُوَ فِي قُلُوبِهِمْ
مَرَضٌ فَزَادُهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا

يَكْفُرُونَ هُوَ وَمَا حَلَّتِنَا الْأَنْبَلَاغُ

ترجمہ ہے۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو دھوئی کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت
اپہان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو اور ایمان یا عیاذ بالله اور لوگوں کو دھ
رنہا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود اپنے آپ کو نہ دھوکہ دنے رہے ہیں۔ اور اس کا احساس ہے
کہ رہ رہے ہیں۔ ان کے لوگوں میں روگ مرض حالت اللہ نے ان کا روگ مرغیں بیماریا اور ان
ان کے جھوٹ بولنے کی سزا میں عذاب درناک ہوتا ہے۔ (وَمَا عَلِمْنَا الْأَنْبَلَاغُ)

موجودہ اجلاس کیلئے چیزیں کیوں کے پہل کا اعلان

جناب اپیکر : سکریٹری اسمبلی موجودہ اجلاس کے لئے چیزیں کے پہل کا اعلان کریں۔

مسٹر اختر حسین خاں : (سکریٹری اسمبلی) بلوچستان صوبائی اسمبلی قواعد و انضباط کا کارکے قاعدہ نمبر 13 کے تحت اپیکر صاحب نے صب ذیل اراکین کو اسمبلی کے آج کے اجلاس کے لئے الترتيب صدر نشین مقرر کیا ہے۔

- 1 - ڈاکٹر سردار محمد حسین۔

- 2 - مولانا عبد الواسع

- 3 - نواب عبدالرحیم شاہ وانی

- 4 - مسٹر شوکت بیٹر سعیج

جناب اپیکر : رخصت کی درخواست ہوں تو سکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

مسٹر اختر حسین خاں : (سکریٹری اسمبلی) میر اسرار اللہ زہری صاحب نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے وہ کوئی سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب اپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سکریٹری اسمبلی : میر طارق محمود کھنڑان صاحب کوئی سے باہر تشریف لے سکے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

ایوان کی کارروائی

جناب اسپیکر : ایوان کے سامنے جو موضوع نہیں بحث ہے اسی پر جو مجزہ وزراء و اراکین تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ ذرا ہاتھ کفرے کریں تاکہ نام کا تعین کیا جاسکے چونکہ وقت محدود ہے لہذا ہر مجرم کو صرف پدرہ پدرہ منٹ بولنے کی اجازت ہے۔ اور محکیں پاری باری تقریر فرمائیں گے۔ اب میں نواززادہ لٹکری خان رئیسانی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

نواززادہ لٹکری خان رئیسانی : (وزیر) جناب اسپیکر

مولانا عبد الواسع : جناب اسپیکر کارروائی سے پہلے تحریک التواء کو نمائنا پڑے گا۔

جناب اسپیکر : آج کا سیشن ریکووڈ ہے اس لئے اس میں کوئی تحریک التواء نہیں غور شیں لائی جائے گی۔ اور آپ کی تحریک بحث اجلاس میں پیش کریں گے۔

نواززادہ لٹکری خان رئیسانی : آج کے اس ریکووڈ اجلاس کے حوالے سے "ختم" چند باتیں کروں گا آج کا یہ اہم اجلاس صوبے کو دریافت اہم مسئلہ کی وجہ سے بلایا گیا ہے جیسا کہ یہ مجزہ ایوان جاتا ہے ہمارے صوبے کے کاشت کار اور زمیندار ایک طویل مرے سے واپڈا کی زیادتوں کا ٹکار ہوتے۔ اور ہے ہیں اور وہ مسئلہ ان زیادتوں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں جناب اسپیکر واپڈا کی ان زیادتوں کا سلسلہ کم ہونے کی بجائے مسلسل پوختا جا رہا ہے اس سلسلے میں کئی اعلیٰ سطحی اجلاس ہوئے جناب حبیر آف ایگر لیکپڑ اور واپڈا حکام کے درمیان ہوئے کاشتکاروں اور واپڈا حکام کے درمیان مشکلی ہوئی ہیں گورنر صاحب کو ان سائل کے بارے میں اطلاع

دی گئی وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی فسرو اپڈا مصطفیٰ کر کے ساتھ ملاقات کی لیکن مسائل روز بروز پڑھتے گئے ہیں۔ اور اس کا کوئی مستقل حل نہیں داپڈا کی زیادتوں روز بروز پڑھتی جا رہی ہیں اور کبھی انہوں نے ان مسائل پر ایک مکمل اور جامع توجہ نہیں دی ہے۔ جناب اسیکر چسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان یا ملک کے اُسی فائدہ افراد زراعت کے شعبے سے ملک ہیں اور خصوصاً "بلوچستان میں داپڈا کی زیادتوں کی وجہ سے خوبش ہے کہ 80 فیصد افراد بے روزگاری کا فکار ہوں گے اگر داپڈا کا یکھار دیا رہا۔

(بجلی جلی گئی)

جو ابھی اپنے انہیں میں آپ کے سامنے ایک مثال تھی تو ہمارے اسی فائدہ لوگ جو زراعت اور کاشتکاری کے شعبے سے ملک ہیں وہ بے روزگار ہو جائیں گے اور اس بے روزگاری کے نتیجے میں یہ لوگ شروع کی طرف روزگار کی تلاش میں رخ کریں گے۔ جناب اسیکر آپ کو پتہ ہے ہمارے شروع کا حال خصوصاً "کوئی آپ کے سامنے ہے جہاں پہلے ہی مهاجرین کا ایک بہت بڑا حصہ شفیٹ ہو کر ہمارے شرمنی ہمارے معاشرے کا ایک حصہ بن چکا ہے اور بے روزگاری میں اضافہ ہو چکا ہے اور جس کا اثر ہماری معیشت پر پڑتے گا۔ جو کہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ جناب اسیکر لوڈشیڈنگ آپ کے سامنے ہے داپڈا بزرگواری (Bill Recovery) کی بات تو کہتے ہیں لیکن فلکھونہن (Fluctuation) اور لوڈشیڈنگ پر کبھی قابو نہیں پایا۔ ہمارے صوبہ بلوچستان میں مختلف علاقوں پر بلکہ کوئی شرمنی بھی مسلسل غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ہوتی رہتی ہے کل کے جنگ اخبار میں اگر آپ اجازت دیں ایک خبر گئی ہے کہ ہنگامہ میں پذرہ منٹ اور بلوچستان میں دس سکھنے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اگر آپ اجازت دیں تھوڑا سا پڑھ کر سنتا ہوں جنہر اقبال صاحب نے کہا کہ راولپنڈی جیسے اہم شرمنی اعلانیہ کے ساتھ غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور لوڈشیڈنگ کا دورانیہ یوں ہے پذرہ منٹ سے تینیں منٹ ہوتا ہے یعنی راولپنڈی کو ایک اہم شر قرار دے کر تینیں منٹ بھی ان کے

لے بہت ہے جاں بوجستان میں گھنٹوں کے حاب سے بلکہ کمی علاقوں میں دونوں کے حاب سے بھی بھلی نہیں ہوتی تو جاب اسیکر آپ کے سامنے آپ دیکھ رہے ہیں اور معزز انہوں بھی جانتا ہے کہ بوجستان کے کاشکاروں کے ساتھ کتنی زیادتی ہوتی ہے یعنی جاں پھرہ مخفق لوگ برداشت نہیں کر سکتے بھلی کی لودھنڈگ ہمارے صوبے میں گھنٹوں کے حاب لودھنڈگ ہوتی رہتی ہے ذریعی صارفین کو اگر تکمیل و عدے کے مطابق بھلی دی جانے جس میں **فلکھونہن** (Fluctuation) نہ ہو پھر ہم ذمہ داری کے ساتھ مل دے سکتے ہیں آپ کے سامنے ہے ہماری بھلی میں مسلسل **فلکھونہن** (Fluctuation) ہے جاں 440 دوڑک آئے ہوتے ہیں دہاں 220 اور کمی 150 تک بھی بھلی **فلکھونہن** ہوتا ہے دو لمحے کم ہوتی ہے جس قدر تک زیادہ سے زیادہ بھلی 300 تک بھلی دو لمحے چل جاتی ہے۔ آپ خود پیدا اور کامیں کہ اتنے **فلکھونہن** (Fluctuation) کی وجہ سے زینداری یا کاشکاری خیس ہل سکتی اور **فلکھونہن** (Fluctuation) ایک حد تک ہو تو گزارہ ہو سکتا ہے۔ کاشکاروں کا جاتب اسیکر **فلکھونہن** (Fluctuation) کی وجہ سے بھلی باقل کم ہو جاتی ہے۔ 220 تک جو کہ مشینی یا نیوب ویل کے کنٹروں سے ہاتھ رہے اور اوس طا بیز نہیں میں ایک زیندار کا نیوب ویل تنس سے چادر مرجبہ ہل جاتا ہے یہ ایک اضافی غریب ہے زیندار پر یا کاشکار پر جو کہ برداشت کرتے ہیں اگر وہ اپنے این سمعن بھلی دے تو ان دے سکتے ہیں درجہ و اپنے اکو یہ چاہئے کہ **فلکھونہن** (Fluctuation) کی وجہ سے کم دو لمحے کی وجہ سے ہمارا یہ لفڑان بھی پورا کرنے۔ جو کہ وہ سیس گرتا ہے اور وہ اپنے اپنے وعده بھی پورا نہیں کیا آپ جانتے ہیں کہ بوجستان میں پہنچ کی سچ اسماکی یعنی ہے اور وہ اپنے بھلی بست یعنی چلی ہتھی ہے۔

سمجھوئی موڑوں سے پانی لا لالا جاتا ہے ہمیں یہاں پر ہائی دو لمحے اور بڑی موڑوں کی ضرورت ہوتی ہے، میں **فلکھونہن** (Fluctuation) اور لودھنڈگ کی وجہ سے ہماری یہ مشین چلئنے چلی ہیں ہے۔

مسٹر اسٹیکر ہماری فصلوں کی قیمت کو بلوجھستان کی جو اہم فصلیں ہیں اور یہاں کے پالائی اور پہاڑی علاقوں کی اہم فصلیں ہیں کو کبھی سپورٹ نہیں دیا گیا۔ آپ کے سامنے پنجاب صندھ اور پشاوند خواہ کی جتنی فصلیں ہیں اہم فصلیں ہیں مثلاً "کاشن" ہے شوگر کین ہے تمبا کو آپ کے سامنے ہے اس کے لئے مختلف آرگانائزیشن بنائی گئی ہیں جو ان کی قیمتیوں کو سپورٹ کرتی ہیں لیکن ہمارے مقابلے میں اور ہمارے صوبے میں کوئی بھی ایسا ادارہ نہیں ہے جو ہمارے زمینداروں کو ہمارے کاشنگاروں کو کسی طریقہ سے سارا دے یا ان کی فصلوں کو کسی حجم کا سارا ملے اور کوئی ایسا ادارہ ہو جو اس کی قیمتیوں میں سکنروں رکھے ایسا کبھی بھی نہیں ہوا ہے اور مسلسل ہماری قیمتیں گرتی جا رہی ہیں جو بھی ہم پروڈیوسر کرتے ہیں اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی ہے اور نہ اس کی کوئی مارکیٹ ہے اور زمیندار کو اس کا ری ٹرن (Return) ملے یہاں آپ خود دیکھتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں بھلی کے نزدیک بڑھ گئے ہیں پیکچھا ایز (Pacchais) کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے زمیندار کو چوکی پیکچھا ایز پر ادا کرنا ہوتا ہے ذیل اور پیش روں کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے بھلی کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے ہر چیز جو زمیندار کنٹریکٹ کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں خرداک اور دیگر اشیاء دینا ہے اس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے اور صرف کاشن کا شرکت کاروں کی جو کومودیٹیز (Commodities) ہیں جو پروڈکشن ہے اسے کوئی گارنٹی نہیں ہے اور اسے کبھی سارا نہیں دیا گیا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ بلوجھستان کے جو بالائی علاقوں ہیں یہاں ہم پیاز آلو اور سیب یا باقی فروٹ پروڈیوسر کرتے ہیں جناب والا جس دور میں ہم مارکیٹ کرنا شروع کرتے ہیں تو ایران اور افغانستان سے بھی کیمی کیسی کمیشن ایجنس کا یا امپورٹر کے مفادات شروع ہو جاتی ہیں لگتا یہ ہے کہ واپڈا والے کسی کمیشن ایجنس کا یا امپورٹر کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے ہمارے بلوجھستان کے زمینداروں کو اس انداز میں تکمیل کرتے ہیں مسٹر اسٹیکر اگر یہ روپیہ رہا بلوجھستان سے زراعت ایک حد تک ختم ہو جائے گی اور بلوجھستان کے لوگ دیگر شہروں کا رخ کریں گے یا دوسرے صوبوں کا رخ کرنا شروع

کریں گے۔ جناب اپنیکر بلوچستان میں ایک اندازہ کے مطابق 16 ہزار ثبوت ویلز ہیں۔ اور ان ثبوت ویلز کو بھی نہ ملنے کے برادر ہے۔ جبکہ پنجاب اور سندھ میں ثبوت ویلز تو اپنی جگہ ہیں اور کئی کمی کمکی فیکٹریاں ہیں ان کو کمکی مل رہی ہے لگتا یہ ہے کہ ان فیکٹریوں کو چلانے کے لئے اور ان فیکٹریوں سے مفادات حاصل کرنے کے لئے واپڈاوالوں لے بلوجستان کی بھلی کاث کران کو کمپنیسٹ (Compensate) کرنا چاہتے ہیں حالانکہ واپڈاوالوں کے ساتھ یہیشہ بات ہوئی ہے اور واجبات کی ادائیگی بھی ہوئی ہیں واپڈاوالوں کو پیسے بھی ملتے ہیں اور ہماری صوبائی حکومت نے بھی ان کے ساتھ تعاون کیا ہے اور واپڈاوالوں نے اپنے رویہ کو بھی تبدیل نہیں کیا ہے مسلسل وہ الزام تراشی کرتے رہتے ہیں مسلسل وہ ہمارے لوگوں کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست مفکوحہ ہے آئے انہوں نے کہا کہ جب وہ واپڈاوالوں سے ملنے گئے اور انہیں اپنے سائل پیش کئے اور ان سے کہا کہ اپنی بھلی کی لوڈ شیڈنگ کنٹرول میں رکھی فلکجوانیشن (Fluctuation) نہ ہو تو ہمارے واپڈا کے اے ی صاحب نے کہا کہ ایک تو آپ بھیک مانگتے ہیں دوسرے آپ اچھا مانگتے ہیں ہم نے کبھی بھیک نہیں مانگی ہمارے لوگوں نے یہیشہ مل کی ادائیگی کی ہے لیکن واپڈاوالوں نے اپنا رویہ تبدیل نہیں کیا ہے آخر میں میں یہ ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ سڑا اپنیکر کہ ایک اعلیٰ سطحی کیمشن بنائی جائے جس میں لمکنو کریں ہوں اس میں ہمارے ایم این اے ہوں سینیٹر ہوں صوبائی اسیبلی کے ممبر ہوں واپڈا حکام ہوں اور چیبریز اف ایگر یک پھر ز کے ممبر ہوں اس تینیکل کمیٹی کو ایک مسئلہ سونپا جائے جو کمکل طور پر اس بات کی چھان بین کرے اور اس کا کمکل مسئلہ حل کر کے طے کرے آخر میں جناب اپنیکر آپ کا اور اس معزز ایوان کا اور تمام ارکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ صوبہ کے اس اہم مسئلہ کے سلسلہ میں ایک آواز ہو کر جدوجہد کریں گے۔ شکریہ۔ (تالیاں)

جناب اپنیکر : شکریہ۔ دیگر معززین محکمین کے اسماء گرایی سردار ثناء اللہ

خان زہری۔ میر اسرارالله خان زہری، مولوی عطاء اللہ، ڈاکٹر عبد الملک بلوچ، محمد سرور خان کاکڑ، جام محمد یوسف، میر عبدالجید بن بخش، میر خان محمد خان جمالی، سردار اختر مینگل ڈاکٹر کلیم اللہ خان، عبدالجید خان اچنزا، سردار نواب خان ترین، میر پکول علی بلوچ، عبد اللہ جان باہت اور محمد اسلم بلیدی ان کے علاوہ اگر کوئی اور رکن بحث میں حصہ لینا چاہتا ہوں تو وہ اپنا نام دے دیں سردار شاء اللہ خان زہری صاحب۔

مولانا عبد الباری : جناب اپنے صاحب میرا نام بھی اس میں شامل کر لیں۔

عبد الحمید خان اچنزا : جناب والا کیا واپڈا اسے مسئلہ پر ہم کچھ بول سکتے ہیں یا نہیں یا وہ مسئلہ اب ختم ہو گیا ہے آپ واپڈا پر بول رہے ہیں۔

جناب اپنے صاحب : سردار شاء اللہ خان زہری عبد الحمید خان صاحب آپ کا نام ہے آپ بول سکتے ہیں۔

سردار شاء اللہ خان زہری : (وزیر) اعوذ بالله من الشیطون الرحمہم۔ بسم

الله الرحمن الرحيم

جناب اپنے صاحب ہمارے ساتھی نوازا وادہ حاجی لٹکری صاحب نے ایک اہم مسئلہ پر بلوچستان اسمبلی کا اجلاس رکیو یٹ کیا ہے۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس اہم مسئلہ پر کسی کو تو خیال آیا۔ بلوچستان کے لوگوں نے بلوچستان کے مظلوم عوام کے جو مسئلے ہیں۔ بہرحال جناب اپنے صاحب اپڈا کے بارے میں جتنا کچھ بھی ہم کہیں وہ کم ہے کیوں کہ واپڈا ایک ایسا ہاتھی ہے یا اسے کوئی اور نام دیں واپڈا کے بارے میں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جتنا بھی استھان بلوچستان کے لوگوں کا بڑے صوبوں نے کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ واپڈا نے بھی اس طرح بلوچستان کے لوگوں کا استھان کیا ہے اور کروہا ہے جناب اپنے صاحب اپڈا کے بارے میں بھی بڑے تھے۔ اپنی پوزیشن یا اپنی زبردستی ظاہر کی کہ ہم کتنے زبردست ہیں آپ اگر ہمارے خلاف اسمبلی میں بھی بولیں گے تو اسمبلی میں بھی ہم آپ کو بھلی نہیں دیں گے۔ جناب اپنے صاحب بلوچستان کی تقریباً اسی فیصد آبادی زراعت پر

مشتعل ہے ہمارے ہو لوگ ہیں وہ زیادہ تر گھر بانی اور زراعت پر انحصار کرتے ہیں جب تک بلوچستان میں بھل نہیں آئی تھی اس وقت تک ہمارے لوگ زیادہ تر گھر بانی پر انحصار کرتے تھے اور اپنے لئے مال مولیٰ رکھتے تھے لیکن 1980ء کے بعد جب سے یہاں تکلی آنی شروع ہوئی ہے لوگوں نے گھر بانی ترک کی اور زراعت کی طرف رجحان خلل کیا۔ انسکی یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم اپنے مال مولیٰ پیچ کر ہم جس طرف جا رہے ہیں اس کے لئے مستقبل میں ہمیں بہت سے سوال در پیش ہوں گے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی زینتیں پھیلیں اور اپنے لئے ثوب دلیل لگائے۔ اور بہت سے لوگوں نے اپنے مال مولیٰ پیچ اور اپنے لئے ثوب دلیل لگائے اور ہمیں بھل کی خلک میں بزرگ و کھایا گیا کہ واپڈا کی بلوچستان میں الیکٹریکیشن ہونے کی وجہ سے بلوچستان سر بزرو شاداب ہو جائے گا ہم ہزار ہیں سر بزرو شاداب ہونے سے ہم تو یہ کہ رہے ہیں کہ بلوچستان اجر رہا ہے۔ اس کی اجر نے کی وجہ یہ ہے جناب ایمکر کے پہلے ہمارے لوگ جو گھر بانی کرتے تھے ثوب دلیلوں کے ذریعے مشین لگا کر تیل کے ذریعے پانی نکالتے تھے ایک حد تک گمراہی تک پانی نکالتے تھے بھل کا ہمیں بزرگ و کھایا گیا بھل کے لئے لوگوں نے جب بور کے پیچے تک چار سو فٹ تک انہوں نے بور گنگ کے اب مصیبت یہ ہے کہ ہم نہ ادھر جاسکتے ہیں اگر ہم یہ دیکھیں تو ہمارے پاس بہت سے لوگ آئے کہ واپڈا ہمیں بھل نہیں رہتا ہے تو یہ غالم واپڈا ذیزل کے ذریعے کروڑ اینکل (Crude Oil) کے ذریعے آپ پانی نکالتے تھے تو انہوں نے کہا کہ اتنی گمراہی تک پانی پیچ چلا گیا ہے کہ تیل کے ذریعے اب ہم پانی نہیں نکال سکتے ہیں اب انہیں میں پادر نہیں ہے جو پانی نکال سکے۔

جناب ایمکر اب ہم اور ہمارے لوگ بھی زمیندار ہیں ہمارے بھی تھوڑے بہت ثوب دلیل ہیں ہم بھی جانتے ہیں کہ بلوچستان کی معیشت بناہ ہو رہی ہے اور ہم ناں شہنشہ کے لئے ترس رہے ہیں جناب ایمکر جہاں تک بلوں کی بات ہے ہر چھ میٹنے میں کشڑ ڈپنی کشڑ پیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ نہیں پندرہ یا میں ہزار جو ہے آپ ایک ثوب دلیل پر

ایک مشین پر سرکار کو دیں گے وہ چھ مینے نہیں گزرتے ہیں پھر بل آجاتے ہیں مطلب ایک ہمارے لوگوں سے ایک سال میں ڈبل مل لیا جاتا ہے جوں کے مینے میں ایک مل لیتے ہیں دس بھر میں پھر دو سراہل لے لیتے ہیں جب دس بھر کے مینے کا بل آتا ہے اس طرح سال میں ہمارے لوگوں سے دو دفعہ مل لے لیتے ہیں قلم یہ ہے کہ سننے والا کوئی نہیں ہے واپس ایک واحد ایلٹ ایلٹ (White Elephant) ہے جس طرح بھی آپ بات کو دو کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کی محیثت کو چلا رہے ہیں ہم تو بھل بلوچستان کو دے رہے ہیں۔

جناب اسٹائکر بخاپ میں پر یونٹ وہی پیسے چارچ کئے جا رہے ہیں ہو بلوچستان سے چارچ کئے جا رہے ہیں بخاپ میں وہاں نہیں بھتی ہیں نہر کے کنارے زمینداروں پارہ ہارس پاؤر کی مشین لگادیتے ہیں وہ فٹ پر نہر کے کنارے لگادی اور پانی وہ نکال کر لے جا رہے ہیں اس پر یہ کہ بھل کی لاڑ بھی نہیں آتی ہے اور جو زمیندار بخاپ سے پانی نکال رہا ہے وہ وہ سے باہر انچ پانی نکال رہا ہے بلوچستان کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم چار سو فٹ سے پانی نکال رہے ہیں اور وہ بھی فلیکچو نیشن کی وجہ سے پانچ گھنٹے آپ کا ٹھب ویل کام کرتا ہے تو وہ منٹ میں ٹرپ ہو جاتی ہے اسی طرح کئی زمینداروں کی مشینیں جل گئی ہیں تمام بلوچستان سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہو گا جو یہ نہ کہ کہ میری مشینیں جل جلی ہیں اب قلم یہ ہے کہ آپ وہ فٹ سے پانی نکال رہے ہیں اور وہ بھی باہر انچ آپ پانی نکال رہے ہیں اور 400 فٹ سے نکال رہے ہیں وہ تین انچ نکال رہے ہیں ہمارے تین ٹھب ویل کا پانی بخاپ کی ایک ٹھب ویل کا پانی برابر ہے اور پھر جو بلوچستان سے آپ پر یونٹ چارچ کر رہے ہیں وہی آپ پر یونٹ (Per unit) بخاپ سے بھی لیتے ہیں تو یہ قلم ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں بھل دیں آپ ہمیں دکھاتے ہیں بھل آپ دکاندار ہیں واپس اداکاندار بنا بیٹھا ہوا ہے اس نے رکھا ہوا ہے گز قیمت گز کا ہم سے لیتا ہے دکھاتا ہے ہمیں چھینی۔ قیمت ہم سے گز کا لیتا ہے پھر ہمیں بھوسہ دیتا ہے تو جناب

اپنیکر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں گزد کھاتے ہیں تو اگر آپ دکاندار ہیں گز کا چارج کرنا چاہتے ہیں تو گزی ہم کو دکھائیں گز کی جگہ ہمیں گئے کا بھوسہ تو نہ دیں۔
جناب اپنیکر : سردار صاحب آپ کے دو منٹ رہ گئے ہیں۔

سردار شاء اللہ ذہری : (وزیر) جناب میں واپڈا کی کارستانیاں عرض کر رہا ہوں ذہری میرا حلقة ہے وہاں پر پچھلے سے پچھلے سال اللہ آئے جناب اپنیکر میں نے واپڈا کو لیٹر لکھا ہے وہاں پر سب تحصیل ہے جماں سے اللہ کا پانی جاتا ہے وہاں پر انہوں نے تین چار کھبے لگائے ہوئے تھے اس دفعہ اللہ زیادہ آیا پچھلے سے پچھلے کھبے بھالے گئے آج تک واپڈا میں سکت نہیں ہے وہ تین کھبے لگائے وہاں پر جو دس پندرہ ہزار کی آبادی ہے ان کو آج تک بھلی نہیں ملی ہے اور بھلی نہیں دیتے ہیں اسی طرح شماں بلوچستان کو لے لیں یا اس بلوچستان کو لے لیں ہمارے عوام کا گزارا معیشت زراعت پر محصر ہے اور وہ زراعت کے بغیر ان کا کوئی ذریعہ نہیں ہے جناب اپنیکر جیسے میں نے عرض کیا ہے ہمارے لوگوں نے گہ بانی ترک کر دی ہے آج سے تیس سال چالیس سال پہلے وہ گہ بانیاں کرتے تھے ان کا ذریعہ معاش اس پر ہوتا تھا آج ہمارے لوگوں کا ذریعہ اسی زراعت پر محصر ہے ہمارے ساتھ آج واپڈا ہمارے ساتھ مسئلہ کریٹ (create) کرے گا تو میں یہ کہتا ہوں کہ مستقبل میں بلوچستان کے لوگ کہاں جائیں گے میں فوائد ادا کرنی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہیں خیال آیا یہ اسلامی بلانے کے لئے درخواست دی۔

جناب اپنیکر : آپ بھی اس میں شریک ہیں۔

سردار شاء اللہ ذہری : (وزیر) ہاں میں بھی شریک ہوں جناب یہاں پر لفڑو زدیے گئے ہیں سولہ ہزار ثوب دیل ہیں بلوچستان میں اگر ایک ثوب دیل میں دس آدمی بھی چلتے ہیں میں سمجھتا ہوں زیادہ آدمی چلتے ہوں گے تو آپ اندازہ کریں کہ ہمارے کئے لوگ ہے روزگار اس سے ہو گے ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اہم

مسئلہ ہے جس طرح ہمارے دوسرے مسئلے ہیں اہم ہیں اس کے علاوہ ایک اور یہ
قرارداد بھی ہم لارہے ہیں اس پر بھی ہم بحث کریں گے اسی طرح بلوچستان کے ساتھ
مرکز سے اور زیادتیاں ہو رہی ہیں ان میں واپڈا کا مسئلہ بھی اہم مسئلہ ہے اس پر میں
چیف فنڈر صاحب سے رکونیٹسٹ (Request) کروں گا کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لے
اس پر سنجیدگی سے خور کرے ہمارے ساتھ واپڈا والے آئینی بیشیں واپڈا والے
ہمیں بھلی صحیح دیں ہمیں سازھے تین سو چار سو یونٹ بھلی دیں ہم مل دینے کے لئے تیار
ہیں۔

جناب اپنے کر : سردار صاحب آپ کا ایک منظر رہتا ہے۔

سردار شاء اللہ زہری : جناب اپنے کر وہ ہمیں گزدیتے ہیں تو ہم گزر کی
قیمت دینے کے لئے تیار ہیں جناب اپنے کر وہ ہمیں چینی دیتے ہیں ہم چینی کی قیمت دینے کے
لئے تیار ہیں لیکن یہ ایوان انساف کرے ہمیں اگر گنے کا بھوسہ دیا جاتا ہے تو ہم کیا
کر سکتے ہیں؟ اور میں یہ سمجھتا ہوں بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ہمارے ساتھ ہست بڑا
غلام ہے بست بڑی زیادتی ہے ہم پر زور الفاظ میں واپڈا کا جو رویہ ہے کی نہ مت کرنے
ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ سے صدر پاکستان سے جو بلوچ ہے پر اتم فنڈر آف پاکستان سے
جو اپنے آپ کو سندھی کہتے ہیں ان سے رکونیٹسٹ کرتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے مظلوم
عوام پر خدار ارحم کریں اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

مولانا عبد الواسع : جناب میرا نام بھی ڈال دیں۔

جناب اپنے کر : آپ اپنا نام چٹ پر لکھ کر بھیج دیں۔

جناب اپنے کر : مولوی عطاء اللہ صاحب۔

مولانا عطاء اللہ : بسم اللہ الرحمن الرحيم

جناب اپنے کر محترم جناب لٹکری ریسائی صاحب اور سردار شاء اللہ زہری نے
تشصیل سے واپڈا کی طرف سے جو زیادتیاں ہوتی ہیں بیان کی ہیں میں مختصرًا عرض کروں

گا۔ اب جو پورپوشیں ہمارے زمینداروں کی ہے میں ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اس وقت واپڈا نے جو زمینداروں کی حالت پہنادی ہے۔ وہ قابل رحم ہے۔ اب واپڈا نے کہا ہے کہ پورا مل زمیندار ادا کریں۔ اگر زمیندار موز خریدیں یا دیکر میٹھیں خریدیں تو اس کے بھی تقریباً چھتالیں ہزار اور بھپاس ہزار بنتے ہیں اور ہمارے زمینداروں کا حال یہ ہے کہ اس وقت کوئی فصل اور کوئی ذریعہ آمدی نہیں ہے اور وہاں واپڈا والوں نے بہت سے فیڈر کائے ہیں یا بھلی محفل کی ہے تاکہ لوگ مجبور ہو جائیں اگر گرفتار کے سینز میں تین دن بھلی بند ہے۔ جو زمینداروں نے قرضہ لے کر اور کتنے کیش ایکٹوں کو منت ساخت کر کے دوسرا لوگوں سے قرضہ لے کر فصل بولتی ہے وہ بھی ان کے ہاتھ سے جائے گا۔ پھر نہ وہ پہلا قرضہ ادا کر سکتے ہیں اور نہ وہ آگے چلا سکتے ہیں۔ وہ گھر کے ضروریات کے لئے بھی وہ محتاج ہو گرہ جائیں گے۔

اس لئے میں ہاؤس کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ ہمارے پورے بلوچستان کا ہے اور جو ہماری صوبائی اسمبلی کے اراکین ہیں اس وقت وہ اس پر ضرور خور فرمائیں جیسا کہ ہمارے حاجی لٹکری صاحب نے فرمایا ہے اس کے لئے کوئی کمیش بیٹھ جائے اور کوئی مکمل فصلہ ہو میں تو یہ کہتا ہوں کہ پہلے جو واپڈا والوں نے زمینداروں کے ساتھ طریقہ اختیار کیا تھا۔ ان کے مل کی ادائیگی کا طریقہ کار کا کوئی مناسب فیصلہ ہو جائے تاکہ زمیندار اسے آسانی سے ادا کرے اور باقی مل کا واپڈا مطالبه نہ کرے۔ اور یہ وصولی و سبر میں کر۔ تاکہ زمینداروں کا کوئی فضل آجائے اس وقت اگر فیڈر بند ہو گئے ساری زمینداری بھی ختم ہو جائے گی سارے لوگ دیوالیہ ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ تمرکز ہو یا صوبائی حکومتیں ہوں سب کے لئے پریشانی کا سبب ہو گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ واپڈا والوں سے اور مرکز سے یہ ضرور منوایا جائے تاکہ اس وقت زمینداروں کو نگذرنے کیا جائے مناسب مل لے جیسے پہلے انہوں نے چلایا ہے اگر یہ زمینداروں کے ساتھ تعاون نہیں کرتے ہیں اور جو وہ رہتے ہیں جیسا کہ 186ء میں

50 روپے فی ہارس پاور تھا اب تین سو سے بھی زائد ہو گیا ہے میرے خیال میں یہ تو ہمارے بلوچستان میں بھی ہمارے زمینداروں کے بس سے باہر جا رہا ہے۔ اگر مرکز کے ساتھ صوبے تعاون نہ کریں تو میں یہ تجویز دوں گا کہ اس بل کا بلوچستان کے زمینداروں کے ساتھ آدھا حصہ مرکز دے دے اور آدھا حصہ زمینداروں سے لیا جائے کیونکہ ہمارے زمینداروں کی حالت بہت کمزور ہے۔ میں اپنے علاقہ میں ایک بورواڑ پلائی کے لئے کرا رہا ہوں اس کو گیارہ سو فٹ پی انچ ای و والوں نے لگایا ہے ابھی تک پانی نہیں ملا ہے یہ عالم ہے میرا خیال ہے کہ پانی کی سطح جس شوب ویل پر آپ جائیں پانچ سو فٹ سے کم نہیں ہے اور سال بسال سطح نیچے جاری ہے پنجاب والوں کا یہ عالم ہے وہ دس فٹ سے پانی نکلتے ہیں جیسا کہ ہمارے سردار شاء اللہ صاحب نے کہا کہ دس فٹ سے بارہ انچ پانی نکلتے ہیں ہم چھ سو فٹ سے اور سات سو فٹ سے وہ بھی نیچے پانی ہے اور زیادہ سے زیادہ تین انچ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمیندار اس قابل نہیں ہیں کہ مل ادا کر سکیں۔ پنجاب والے سال میں دو تین فصل اخواتے ہیں ہمارے صوبے میں سال میں ایک فصل ہوتی ہے۔ اس لئے ہر حال میں مرکز اور صوبے تعاون کریں۔ خدارا میں یہ کہتا ہوں اس سال نومبر تک واپڈا چلانے اور تو میر کے بعد اپنے سارے گرد ختم کر لے پھر اگر کسی زمیندار کو طاقت ہے تو پھر ان کو بھلی لگا کر دے دے باقی زمیندار تو اپنے ذریعہ معاش کے لئے کوئی اور طریقہ کا اختیار کر لیں گے۔ وگرنہ وہ اس عالم میں زمینداری نہیں چلا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب۔

جناب اسپیکر : شکریہ مولانا صاحب۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر عبدالمالک صاحب جناب محمد سرور خان کاڑ صاحب، جام۔

محمد یوسف صاحب یہ اصحاب نہیں ہیں میر عبدالجید بزنجو صاحب۔

میر عبدالجید بزنجو : (وزیر) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب اپنکر صاحب۔ جیسا کہ میرے ساتھیوں نے واپڈا کی زیادتوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان میں میں بھی شامل ہوں جناب اپنکر اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ واپڈا کا جو زمینداروں کے ساتھ مسئلہ ہے وہ ولٹیج کی کمی کا ہے۔ دراصل جو ثوب دلیل بھلی کے ساتھ چلتے ہیں۔ ولٹیج کی کمی کی وجہ سے ان کی موڑیں جل جاتی ہیں اور وہ ان کو بروقت میں بھی ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے اس لئے ہم مرکزی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ واپڈا سے یہ کہے کہ جتنے گزو ہمارے بلوچستان میں ہیں ان کی ولٹیج کی کمی کو دور کرے۔ ورنہ یہ سلسلہ بھلی کی ولٹیج کا پورا نہیں ہوتا ہے۔ اس وقت تک یہ مسئلہ رہتا ہے جس طرح ہمارے ساتھیوں نے تفصیل سے واپڈا کی زیادتوں کے بارے میں بات کی ہے۔ اور میرا بھی یہی اظہار خیال اور رائے ہے جب تک وفاقی حکومت بھلی کے مسئلہ کو حل نہیں کرتی ہے یہ مسئلہ باقی رہے گا۔

جناب اپنکر : میرخان محمد جمالی صاحب۔

میرخان محمد جمالی : (وزیر) جناب اپنکر ہم نے بھی میر لکھری ریاستی کی طرح دستخط کئے ہیں اور واپڈا کے مسئلے میں برابر کے شرکت ہیں سب سے برا مسئلہ واپڈا کا بھلی کی کمی ہے وہ بولتے ہیں دس بارہ کھنٹے بھلی دیتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہ دس کھنٹے کے بھلے دو کھنٹے کے لئے بھلی دیتے ہیں وہ چارچ جو کرتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں اس کی وجہ سے اور بلنگ (Over billing) ہو جاتی ہے۔ اور زمیندار بھائیوں کو نقصان ہو جاتا ہے۔ دوسرا مسئلہ لو ولٹیج کا ہے۔ جب لو ولٹیج (Low voltage) ہوتی ہے تو ہمارے ٹباٹیں چار سو پانچ سو فٹ تک گئے ہوئے ہیں وہاں سے پانی نہیں کھینچ سکتے ہیں۔ اس سے ہمارے زمیندار بھائیوں کی موڑیں جل جاتی ہیں۔ نقصانات ہوتے ہیں ایک طرف سے تو ہمارے زمیندار بھائی بولتے ہیں کہ بھلی نہیں واپڈا والے بولتے ہیں ہم بھلی دیتے ہیں زمیندار میں نہیں دیتے۔ دوسری طرف زمینداروں کے نقصانات ہوتے

ہیں تو واپڈا ہمیں کوئی کھنست نہیں کرتا ہے اور ان کا جو مل کا شتم نہایت ہی پرانے زمانے کا ہے۔ ۸۸ء میں ہمارے پاس جعفر آباد میں بھلی آئی تھی ان دنوں سے لے کر آج تک سال میں ایک مل بیچج دیتے ہیں نہ کوئی میر رینگ ہوتی ہے اور نہ پتہ چلتا ہے جون کے نہیں میں وہاں سخت گری ہوتی ہے اور وہ بجلیاں کاشٹا شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ مل دیتے ہیں لیکن یہ کیا کرتے ہیں پورا فیڈر بند کر دیتے ہیں مل دیتے والے بھی ان کے ساتھ سزا بھکتے ہیں۔

۸۸ء میں فلاڈ Flood آیا تھا اپنے قیدر کینال ٹوٹ گئی تھی اور بکھی ہلز (hills) (Bugti) سے پانی آیا تھا اور یہ پانی دار خیر دین ڈریٹھ میں گرا تھا۔ اس سے ہمارا سارا شرقی نصیر آباد جاہ ہو گیا تھا۔ وہاں پر واپڈا والوں کے ڈرین پر واپڈا والوں کے پہنچ اسٹینن گئے ہوئے تھے۔ بھلی نہ ہونے کی وجہ سے دولیچ کم ہونے کی وجہ پر ہائی فرمن نہ کر سکے جس سے ہزاروں ایکڑ کھڑی چاول کی فصل جاہ ہو گئی۔

لیکن واپڈا والوں نے کسی کو کھنست نہیں کیا اور آج تک آپ لوگ اخبار پر ہی میں روپرچھتے ہیں کہ نصیر آباد جعفر آباد جمل مگری میں گری ۶۵ ہیکٹاری گردہ وہاں پہنچ ہیں اور دولیچ اتنی کم ہے۔ دولٹ جس سے نہ آپ کے فرقہ کام تھرتے ہیں نہ ایکڑ ہیٹھ نہ فیلی دیجن چلتے بلکہ عچھے بھی ست رفتاری سے چلتے ہیں لیکن جب ان کی ریکوری کا ہام آتا ہے۔ تو یہ اپنی ساری باتیں بول جاتے ہیں کہ واپڈا کا بھی فرض ہے جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان سے ریکوری کرے ان کا بھی فرض ہے کہ ہمیں دولیچ پورا دے اگر وہ ہم لوگوں کو دولیچ پورا نہیں دے سکتے ہیں تو میرے بیان میں واپڈا کو بھی حق نہیں بتا کر وہ آئے اور ہماری بھلی کاٹ لیں۔ اور ہم سے مل کی ادائیگی مانگیں۔

جانب اسپتیک ۹۳-۹۴ء میں میں نے واپڈا کو ایک لیٹر کھا تھا لاہور۔ دولیچ الیکٹریکشن کے لئے انہوں نے وہاں سے تو سمجھے اور تاریں وغیرہ سمجھ دیئے لیکن مچھلے دو سالوں سے اس گاؤں میں انہوں نے کوئی ٹوانسفلار مونصب نہیں کیا۔ واپڈا کی

کارکروگی تو یہ ہے ہمارے دوست جس طرح کتے ہیں واپس سفید ہاتھی ہے میں تو کتنا ہوں کہ واپس اڈیوسال ہے یہ ہمارے ملکی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور آئے دن آپ دیکھئے ہمارا کوٹ ادو کا قمرل پادر گورنمنٹ اس کے پیچے پڑی ہوئی ہے۔ کہی اس کو ہم پر ایک بھائیز کریں بھائی کیوں۔ کیونکہ وہ محتاج دے رہا ہے پر ایجیوٹ فرم کو پچ کرنا کہ پاریجیوٹ لوگ اس سے فائدہ اٹھاسکے۔ ابھی وہ گذو کے پیچے پڑے ہوئے ہیں بھائی جہاں سے آپ لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے جہاں سے آپ لوگوں کو بکلی مل رہی ہے تو آپ ان کے پیچے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے بلوچستان کی ریکواڑ منٹ ہے جتاب اسیکر ساڑھے پانچ سو میگاوات بکلی جو واپس اہمیں نہیں دے رہی تو میں اس اسمبلی کے توسط سے واپس اسے اور مرکزی حکومت سے امید رکھتا ہوں کہ ہم بلوچستان والوں کے لئے وہ کچھ نہ کچھ کریں گے میں پر الجم ہماری دولیت کا ہے اور دوسرا جو ہے فلیٹ ریٹ تو اس کے اوپر نظر ہاتھی کریں۔ ٹھکریا۔

جناب اسپیکر : ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) جناب اسپیکر یہ بکلی کا سلسلہ میرے خیال میں بنت دی رہے سلسلہ چلا آ رہا ہے اور ابھی تک ہم اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکے کہ عوام اور بکلی کی سپلانی کتنی سالوں سے مسلسل اس پر احتجاجات کبھی ہڑتا لیں ہوتی ہیں زمینداروں کی طرف سے کبھی واپس اکی ڈھڈا ماری اور کبھی کیا اور کبھی کیا دراصل اس کے لئے میرے خیال میں کوئی حل سوچنا ہاہے۔ اگر مرکز وہاں کی انڈسٹریز کے ڈھڈے سے ہمیں مارنا چاہتی ہے کہ جہاں انڈسٹریز کے لئے جو قانون بنایا جاتا ہے۔ اور ان کو بکلی فی کس رہٹ پر یا کس ذرائع سے دی جاتی ہے اور یہاں کے غریب زمینداروں کو اسی ڈھڈے سے ہاتھا جاتا ہے میرے خیال میں یہاں کی زمینداری ویسے بھی ختم ہو رہی ہے تو اس کی وجہ سے اور بھی ختم ہوگی اور رہٹ اس کے سال میں تین مرتبہ منی بجٹ کی طرح اس کے رہٹ پڑھتے رہتے ہیں۔ فلیٹ رہٹ میرے خیال میں 40 روپے سے 325 روپے تک

بُخیٰ بچے ہیں۔ اس کے باوجود بکلی دن میں چار کھنچے چھ کھنچے یا جو بھی ہوتی اس کی للہکھونھن اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اکثر زمینداروں کے سر سبیل اور رہیں جل جاتے ہیں ایک زمیندار کے لئے پہلے مینہ ڈیڑھ مینہ وہ پسیے جمع کرتا ہے کہ میرا نہ بائیں کب بن جائے اور پہنچ کے بعد پھر اس کی ریشمہن ہوتی ہے۔ واپڈا کے ساتھ میرے خیال میں کمر صاحب ادھر آئے تھے۔ اور اس کے ساتھ تمام زمیندار اکٹھے ہوئے اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس صوبے میں اجتنے تھا رے پرانے قرضے ہیں اس کو ہم پچاس پر صفت معاف کر دیتے ہیں لیکن ابھی تک اس وزیر کے آئے کے باوجود ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ بلکہ وہی پرانے مل اور ان پر پستیج اس میں غصب یہ ہے کہ واپڈا کا جب بل آتا ہے اس مل میں ایک تو واپڈا کے چار جز ہوتے ہیں۔ پھر اس میں سرچارج فیول چارج ہے انکم ٹکس وغیرہ وغیرہ اتنی بلا اس میں جمع کرتے ہیں کہ بخداں کی چارج سے یہ ذہل بن جاتا ہے اور جب یہ مل دہان پر پہنچتا ہے تو بل پہلے سے لیٹ ہوتا ہے پھر اس میں لیٹ فیس بھی جمع کی جاتی ہیں تو بجائے حقیقی جو مل ہوتا ہے اس مل سے دو گنی قیمت پر وہ وصول کرنا چاہتے ہیں جو کہ ایک زمیندار کے بیس کی بات نہیں ہوتی ہے تو اس ملے پر گورنمنٹ اسپیشلی (Specially) ہمارے صوبے کے متعلق کبھی بخیدگی سے سوچتی نہیں۔ ہم تو پہلے یہ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اس طرح ہو کہ ہمارے لئے بندویسٹ کیا جائے کہ ہم اپنے ذرائع سے بکلی پیدا کریں یہاں پر کوئلہ و افر مقدار میں موجود ہے۔ بجائے اس کہ ہم یہاں کے کوئلے کو مجاہب کے بھنوں کو پہنچائیں کیونکہ اس کوئلے کو Dived نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس کے لئے دو تین مرتبہ یہ کوششیں کی گئی۔ کہ یہاں پر تحریل پاور بیانی جائے کوئلے سے بھائی ہوئی بکلی اس کی مکسیم ایک روپے پانچ پیسے سے زیادہ آپ کو یونٹ میں پڑتا جبکہ فیول کے حاب سے وہ ذہانی روپے کے حاب سے ایک یونٹ آپ کو پڑتا جاتا ہے تو اس صوبے کو کیوں نہ اپنے کوئلے کے ذرائع سے بکلی کی مکجاش پیدا کی جائے اور جو اس میں تھوڑی بست کی آجائے وہ

ہمارے دوسرے صوبے سے جو آئندیں بھلی پیدا کر رہی ہے شمال کے ساتھ سے ہمیں وہاں سے بھلی میا کی جائے تاکہ کم از کم ہو چنان کی حد تک بھلی کی پیداوار نبیوں سے بھٹ کر کے اس سنت بھلی کی پیداوار پر شروع ہو جائے۔ تو ان میں ہمارا اور مرکز کا مسئلہ جو لاغُرِ ہڑا کی آنکھ سے دیکھتی ہے مطلب اس میں کم از کم دینفلس پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح کہ ہاتھی ساتھیوں نے تباہا اور پار بار ہم اس پر بحث و مباحثہ کر چکے ہیں کہ ہماری پانی کی گمراہی اتنی بیخے ہے کہ ہجاب اور ہمارا کامہت فرق ہے گورنمنٹ کو یہ فرق بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم ہمارا ہمارا پانی سو فٹ سے پانی نکالتے ہیں۔ جس سے بھلی کے اخراجات پڑھ جاتے ہیں ہماری زمینداری کے لئے کوئی چالس ہی نہیں پچاکہ وہ مارکیٹ میں کمپیٹ (Complate) کریں۔ ہجاب کا پیاز ہمارے پیاز سے ستا ہے ہجاب کے خروز ہمارے خربوز سے ستے ہیں صرف۔ سبب ہجاب پیدا نہیں کر سکتا جو ہمارا سے چلا جاتا ہے پسلے ہمارے زمیندار آلو گاجر زیرہ وغیرہ کاشت کرتے تھے لیکن اب یہ ساری تھنکیں باہر سے آری ہیں اس لئے زمیندار کے لئے حقیقت میں کچھ نہیں پچتا ہجاب میں خروں کا پانی ہے اگر بیوب دیل ستم ہیں تو وہ میں تھیں فٹ سے پانی نکالتے ہیں لہذا اس وجہ سے ہم ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں اس بھلی کی کمپیٹھن سے نکال کر وہاں پر ہمارے لئے کوئی لوکل ذراائع سے کوئلے سے اور ہمارا شمال سے بھلی ہمارے پاس لائی جائے تاکہ کم از کم لوگوں کو کم ریٹ پر بھلی میا کی جائے وہاں پر دولیج لوڈ شیڈنگ وغیرہ وغیرہ۔ وصولی کرتے ہیں اس وقت جب بوائی کا وقت ہوتا ہے یا فصل بکنے کا اس وقت ترانسٹار مو اتارے جاتے ہیں اور آدھا ایریا تاریکی میں بیوب جاتا ہے یہ بیشہ ان کا مسئلہ ہوتا ہے جس سے فصل کی کم از کم میں سے تھیں محمد خان ہو جاتی ہے تو اس سلسلے میں ہم درخواست کرتے ہیں کہ بطور بھکج مرکز سے تو ہم بھکج مانگتے رہتے ہیں لیکن آج تک اس نے ہمیں بھکج دی ہی نہیں چھپلی رات میں سن رہا تھا کہ لاہور کو 70 ارب روپے روڑوں کے لئے بھکج دی گئی باقی

بیکچ تو چھوڑ دو اس طرح کراچی کے لئے ایک سو میں ارب فلاں کے اتنے ارب کم از کم بطور بیکچ ہماری مدد کی جائے تاکہ ہم اپنی بھلی کو خود استبلیش (Establish) کریں اور گئے ہوئے کھاتوں کو وہ تو میرے خیال میں اس کا وصول کرنا فلاں کرنا مصطفیٰ کرنے دیئے بھی وعدہ کیا ہے کہ پچاس فیصد ہم معاف کر لیں گے اور بتایا آسان اقساط پر وصول کی جائے گی یہ بھلی کامیاب ہمارا تو اور ہر انڈسٹری نہیں ہے تمام بلوچستان میں ایک بھی انڈسٹری نہیں ہیں۔ جب کی انڈسٹری وہ تو میرے خیال میں نہ تو ہم اپنے لئے گئے ہیں نہ وہ گئے ہیں کہ وہ اس صوبے میں ہیں۔ لہذا یہاں انڈسٹری ہے نہیں ہم لوگوں کا اور کوئی OUTPUT نہیں ہے نہ کوئی منصوبہ ہے بس ان پیارے آلو زرہ یا سیب وغیرہ جب ہم ان کا خرچہ دیکھتے ہیں ٹریکٹر کھاد بھلی کا خرچہ تو اس سے کسی کے لئے بچت کی کوئی گنجائش نہیں نہیں تھی ہے بطور اکٹھیں اس صوبے کو کسی بیکچ یا اس کے اپنے ذرائع سے بھلی پیدا کرنے کی گنجائش کی جائے تاکہ اتنے چھ سو میل سے بھلی ناہستہ ہوتی ہے اس میں تین فیصد بھلی ضائع ہو جاتی ہے لہذا پہلے بھی اسکیم تھی ہر نائی میں کوئی کی واٹھک کے لئے اور دوسری جگہوں پر کوئی کی صفائی کے لئے انسوں نے پلانٹ بھی منتظر کئے تھے۔ لیکن بد نجتی سے وہ پلانٹ پڑھ نہیں کہاں لے گئے اور کیوں لے گئے تو ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس معاشرے کا ایک مستقل علاج کیا جائے اور یہاں پر قمری بنایا جائے جو ہم اپنے کوئی سے چلا سکیں اور آئندیل بھلی ہمیں وہاں سے دی جائے یہ فیول والا بھلی فلاں فلاں ہم سے کاٹ کر اس سائیڈ کو دیا جائے ہم درخواست کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں جو کہ آج کل ہے تو زمیندار عموم اور ہم جب جگڑے جلوس بھوک افلان اس کے سوا ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ بہت مریانی شکریہ۔

مولانا عبد الواسع : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

جناب اسٹریکٹر صاحب بھلی کے مسئلے پر ساتھیوں نے بھٹ کی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ بہت دری پسہ مسئلہ ہے جناب اسٹریکٹر صاحب یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ اس

مسئلے میں قصور و ارکون ہے واپڈا والے ہیں یا ہمارے عوام ہیں جناب اسیکر ہماری جو معلومات ہیں تو واپڈا والے اپنے آپ کو بے قصور ظاہر کرتے ہیں لیکن جناب اسیکر صاحب یہ واپڈا کا پیدا کر دے مسئلہ ہے اور ہم میں سے کوئی بھی واپڈا کے پاس جاتا ہے تو واپڈا کے افسروں کی طرف سے ہمیں یہ جواب ملتا ہے کہ آپ کے لوگ مل جمع نہیں کرتے ہیں لیکن واپڈا والوں نے بھی اپنے الہکاروں سے اپنے افسروں یہ نہیں پوچھا ہے کہ یہ مل لوگوں نے کیوں جمع نہیں کیا ہوا ہے میرے خیال میں جناب اسیکر صاحب اسی فیصلہ لوگ ایسے ہیں کہ واپڈا کی وجہ سے واپڈا کی نا اعلیٰ کی وجہ سے واپڈا کے الہکاروں کی بوجھوٹی کی وجہ سے انہوں نے مل جمع نہیں کیا ہے بے شک ہمارے علاشر سے بھی وس فیصلہ لوگ چور بھی ہو سکتے ہیں لیکن اسی فیصلہ لوگ مل جمع کرنا چاہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ واپڈا والے پورے سالوں سال میں ایسے گاؤں اور ایسے نجوب دیل ہیں کہ دو سال یا تین سال اس کے مل نہیں آتے ہیں جب دو سال یا تین سال کے بعد اس کے لئے مل آجائے تو اس بیچارہ کے بس میں نہیں ہوتا ہے کہ وہ اس مل کو جمع کریں جناب اسیکر یہ معاملہ بھی ہے کہ واپڈا کے الہکار وہاں کے لاائیں پہنچنڈنٹ وہاں کے ایسی ڈی او ان لوگوں سے دو دو ہزار تین تین ہزار روپے لیتے ہیں کہ ہم آپ کے مل کو غیر موخر کر دیتے ہیں تو یہ بیچارہ انپڑھ لوگ اور حمرای لوگ تھے وہ بھگ رہے تھے کہ یہ دو دو ہزار ہمارے مل کوئی میں شامل ہو جاتا ہے اس سے ہمارا مل نہ انسان ہو جاتا ہے لیکن یہ واپڈا کے الہکاروں کی جیبوں میں جا رہے تھے تو جناب اسیکر صاحب اب واپڈا والوں نے ڈنڈا اٹھایا کہ ہم ان لوگوں سے مل جمع کراتے ہیں اور ہمارے ایم پی اے ایم این اے اور سینیٹر کے ذریعے یہ کرواتے ہیں کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو جناب اسیکر ان حالات میں ہم واپڈا والوں کو یہ کیوں نہیں کہ سکتے کہ نیک ہے ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ہم مل دینے کے لئے تیار ہے لیکن جب آپ عوام سے ریکورڈ کرائیں گے اور

عوام کے اس معاملے کے نوٹس لیتے ہیں تو جناب اسکریپٹر صاحب اپنے الہکاروں کو بھی نوٹس دی دیں کہ وہاں یہ ریکارڈ جمع کروے اب جناب اسکریپٹر صاحب اگر اس ہاؤس کی ایک کمیٹی ہنا ہمیں اور پورا ریکارڈ محفوظ ہیں میرے خیال میں سارے ملکوں میں سارے بلوچستان میں ایسے ہیں کہ واپڈا کی طرف سے دو دو سال تین تین سال لوگوں کے لئے مل نہیں بھجوایا گیا ہے تین سال کے بعد جرمائی بھی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ منی بجٹ کی طرح ہو ہر میئنے میں سو سو یا دو دو سو روپے فی ہارس پا اور پر زیادہ ہو جاتے ہیں تو جناب اسکریپٹر صاحب یہ سارے ملک اکٹھا کر کے بھجواتے ہیں اور یہ لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے اور ہمارے نمائندوں نے اور ہمارے اس اسمبلی نے یہ بحث پیدا کرنا ہوا اور عوام ہمارے ہمراہ دیکھ رہی ہے ہماری اسمبلی اور ایوان کے مختار ہیں کہ یہ ہمارے لئے کیا کر سکتے ہیں تو جناب اسکریپٹر صاحب یہ بھمارے جب واپڈا کے ایں ذی او کے پاس جاتے ہیں تو دروازے پر کھڑا ہو کر اپنا ملی درست کرنے کے لئے ایک ہفتہ مسلسل جاتے ہیں لیکن وہ دروازہ نہیں کھوتا ہے تو جناب اسکریپٹر صاحب واپڈا کے لائیں پر نہذف سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکتی ہے اور اگر ہم اس طرح آرام سے بیٹھے تو جناب اسکریپٹر صاحب ان لوگوں کی زندگی خراب ہو جائے گی دوسرا یہ کہ ساتھیوں نے کہا کہ وہ لیچ کہہ یہ تو درکنار اور چوبیں گھنٹے میں ہم کو چھکھنے بھی بھلی نہیں مل رہی ہے اور وجودہ چھ گھنٹے بھلی مل رہا ہے اس کا بھی فائدہ کی بجائے نقصان زیادہ ہوتا ہے کیونکہ جناب اسکریپٹر صاحب وہ آدمی بھلی جب مل رہی ہے تو ان سے تمام موڑیں جل جاتی ہیں جب ایک بھمارے کا موڑ جل جائے وہ "تقریباً" پندرہ یا میں ہزار سے بختے ہیں اور ایک ہفتہ بننے میں لگتا ہے وہاں سے جب واپس لے آتا ہے تو پھر یہی کم وہ لیچ والی بھلی جب آجائی ہے تو اس کا موڑ پھر جل جاتا ہے تو جناب اسکریپٹر صاحب ان حالات کا نوٹس لینا چاہئے ہمارے ایم این اے حضرات ہیں ہمارے سینیٹر حضرات ہیں اور ایم اپی اے حضرات ہیں اور ہمارے یہ ایوان جو ہیں لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور ہمارے

اس ایمان کی ہستے اور قوت کے لکھریں کہ یہ ہمارا کیا مدد اور کر سکتے ہیں تو جناب امیر
صاحب واپسی والے اور جو شاخہ نبی شاء اللہ زہری صاحب نے یا فواب لکھری رہسانی
نے دوسرے صوبوں کے حوالے سے کی دوسرے صوبوں میں جو پانی چھپے گز سے نکالنے
ہیں اور ہمارے انھی پانی نکالنے ہیں اس سے بھی وہی مل حاصل کرتے ہیں جیسے ان لوگوں
سے ہماراں لوگوں کے ساتھ رعایت بھی ہوتی ہے کیونکہ ان کے ایم این اے ذرا زیادہ
سہما اور حکومت کے لئے مجبوری ہوتا ہے تو اس کے ساتھ رعایت بھی ہوتا ہے تو صرف
گناہ کار ہو ہے جو ہبھی لمحہ تھاں کا ہو ہے تو جناب امیر صاحب میں اس معجزہ ایوان
سکے سامنے یہ تحریر ٹھیک کرتا ہوں کہ یہاں سے ایک کشمی نہا کر اور واپس ادا الوں کو بلاۓ
کہ آپ آجھائیں ہمارے سامنے حساب دکتاب کریں اگر آپ لوگوں کا اپنا قصور ہے تو
آپ کے اپنے ایسی ذی اولادیں پر خندن کر جیف اور اے ہی کے قصور ہمارے لوگوں
پر مدد ڈالیں اور جو عوام کی قصور ہے تو ہم پیکھ اس عوام کے نماجھ سے جب ہم عوام
کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں اور ان کے لئے آواز بلند کرتے ہیں تو ہم جو عوام کی
طوف سے خدمہ دار ہے کہ ہو قصور عوام نے کیا ہوا ہے تو ہم سے یہ ریکوری کراتے ہیں
اور یہاں سکے جو معجزہ بھرپور ہے ہم واپس اکے ساتھ تھاں کرنے کے لئے تیار ہیں
لکھری کر دے اپنے اہلداروں کے قصور لکھوائے تو جناب امیر صاحب ہمارے اندر اکر
کمی قصور ہے تو ہمی ہمارے اس معجزہ ایوان کے سامنے جو ہمارے پا اڑ لوگ ہے کچھ
شروع کھجھ ہمارے ان لوگوں کی وجہ سے بھی واپس ادا الوں نے ہمارے ساتھ جو رویہ رکھا ہوا
ہے تو جناب امیر صاحب جس پر زیادہ مل ہوتا ہے تو واپس ادا الے پا اڑ لوگوں کی ذری
وجہ سے وہ نہیں کھو سکتے ہیں تو یہ بھی غریبوں پر ڈال دیتے ہیں تو سب سے پہلے ڈالا ان
لوگوں پر اخاذ سمجھتے ہیں جو غریب لوگ ہیں پسے ہوئے ہیں جس فیڈر میں رہتے ہیں تو جناب
امیر صاحب نہیں بھی پا اڑ لوگ جو اسکی کے اندر ہو یا باہر ہو وہ بھی سچ لیں جس پر
بھی واپس اکے جتنی مل ہوں تو ان کی وجہ سے غریبوں پر جو نزلہ کرتا ہے تو یہ بھی اپنا مل

جمع کر دیں اور بہاڑ لوگوں سے بھی ریکورڈ کر لیں اور ان کا نوش بھی لے لیں کہ ان لوگوں نے واپسی کے مل جمع کیوں نہیں کئے اور غریب لوگوں کے بین کی بات نہیں ہے ان کی استھانات میں نہیں ہے جن لوگوں کے پاس بڑی بڑی جاگیریں ہیں اور جن لوگوں کے پاسی بھی ہوتا ہے تو ان کو واپسی کا مل ادا کرنا چاہئے میرے خیال میں جناب امیر صاحب واپسی والے بھی بے غیرت اور کمزور لوگ ہیں ان لوگوں پر الگی نہیں اٹھائی جائے ہیں بھر بھی وہ دوڑا غریبوں پر اخاتے ہیں تو جناب امیر صاحب ہمیں بھی مل جع کرنا پڑے گا اگر ہمارے اندر کوئی قصور ہو اور واپسی کا قصور تو ہمیں معلوم ہے اور واپسی کا قصور زیادہ نہ ہے تو جناب امیر صاحب ان حالات میں ہم عوام کو نہیں چھوڑ سکتے ہیں بلکہ عوام کے لئے ایک کمیشی بنائے چیف نشر صاحب کی قیادت میں حس طرح تحریک چلا سکتا ہے جس طرح اپنا مطالبہ اور اپنا حق دوسرے سے منوائے ہیں تو بہ منوالے عوام ہمارے ٹھکریں۔

والسلام

جناب امیر صاحب : شکریہ مولانا صاحب

اب سردار نواب خان ترین صاحب۔

جناب امیر صاحب : سردار نواب خان، ترین صاحب جناب جعفر خان مندوخیل

صاحب

جعفر خان مندوخیل : (وزیر) بسم اللہ الرحمن الرحيم جناب امیر صاحب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا اگرچہ میں اس تحریک کا عمرک نہیں قابل سے پہلے میں نوازدہ میر شکری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بلوچستان کے اس اہم مسئلے پر اس نے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے اسمبلی کا یہ اجلاس ریکارڈ (requisite) کیا اور اس کے اوپر آگے یہ ڈسکشن (discation) ہو رہی ہے واپسی کا مسئلہ ہمارے لئے حیثیتی "بکل کا مسئلہ یہاں تکمیل ہے جس کا میں سمجھتا ہوں صوبے کا

70-60 فیصد آبادی پر ڈائرنیٹ اثر ہے یعنی کہ روزگار کے سلسلے میں بقاہیا کے اوپر خوراک اور فوڈ (Food) کے سلسلے میں اثر آ جاتا ہے سو پر سنتھ ہمارا جو اکاؤنٹی ہے اس سے متاثر ہو رہا ہے تو سب سے پہلے دیکھا یہ جائے کہ لوگ مل کیوں نہیں دے دیتے ہیں اس طرف دیکھا جائے کہ یہ فل پیمینٹ (Full Payment) کیوں نہیں ہے جو اس کا اپنے اکاؤنٹ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے اس سلسلے پر ہم نے یہ دیکھنا ہو گا جو ابھی تک ہمارے سامنے آئے ہیں ہاتھیں ایک تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ واپسی کا اپنا کوئی استabilitی (Stability) نہیں ہے یہاں آپ لوڈ شیڈنگ رکھتے ہیں تو دس دس کھنٹے باہر بارہ کھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے جس سے زمیندار بروقت اپنی فصلوں کو پانی نہیں دے سکتا ہے اور اس کی وہ پروڈکشن نہیں ہوتی ہے یعنی کہ جب پروڈکشن کم ہو جاتی ہے ان کی انکم (Incom) کم ہو جاتی ہے تو بل دینے کے لئے ان کے پاس پیسے نہیں رہ جاتے ہیں اس کے بعد آتا ہے لووولیج (Low voltage) یعنی کہ 220 ولٹ سے جو موڑ چلتے ہیں وہ 150 ولٹ سے اکثر چلتے نہیں ہیں اس سے ہوتا یہ ہے کہ موڑ جل جاتے ہیں ٹربائین جل جاتے ہیں اور لوگوں کی فصل ہی ختم ہو جاتی ہے اس سے پھر ان لوگوں کو دوبارہ آمدن نہیں ہوتی ہے لوگ مل دینے کی صورت میں نہیں ہوتے ہیں اگر یہ دوویلیج پورا کیا جائے اور فلکجونشن (Fluctuation) اس کا کم کیا جائے تو بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کی پیداوار پر اچھا اثر ڈالے گا یعنی کہ جو ٹارگیٹ پیداوار کی ہوتی ہے اس کے حساب سے وہ اپنا پیسے بچت کر کے واپسی کا مل ادا کر سکیں گے اور سب سے اہم سلسلہ جو ہے جو کہ ذیپ و اثر (Deep water) ہم چار سوفت سے پانچ سوفت سے حتیٰ کہ جیسے کہ مولانا صاحب نے کہا کہ گیارہ سوفٹ سیک بھی ہمارے بعض ثبوہ دیل میں ہیں اگر اتنے ذیپ و اثر سے آپ پانی نکالیں گے اس کا پھر لازماً "بکلی" کا خرچہ زیادہ آتا ہے جب بکلی کا خرچہ زیادہ آتا ہے تو ہم بکلی مل ادا کرنے کی یعنی ہمارے کراپس (Crops) میں اتنی محجاش نہیں ہوتی ہے ہماری فصلوں میں اتنی محجاش نہیں ہوتی ہے

کہ اتنا زیادہ خرچ آپ برداشت کر سکیں فضلوں کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہیں جو کہ مارکیٹ میں سبب الیل (Sale able) نہیں ہوتی ہیں اس وجہ سے بھی ہماری زمیندار کی آمدن کے اوپر اثر پڑتا ہے زمیندار کی آمدن ختم ہوتی ہے جب پیسے نہیں ہوتے ہیں تو بل کہ حمر سے ادا کر سکیں گے میں اکاؤنٹ کی طرف اگر دیکھوں ہماری اکاؤنٹ ایک بھجھیدہ اکاؤنٹ (Budgeted Economy) ہوتی ہے ایک نان بھجھیدہ اکاؤنٹ (Non Budgeted Economy) ہوتی ہے اس وقت بلوچستان کے بحث کی میں بات کر رہا ہوں ایک لاکھ بھتیں ہزار ہمارے ملازمتیں ہیں یعنی کہ ایک لاکھ بھتیں ہزار خاندان آپ سمجھیں جن کو ہم تنخوا اور الائنسیز کی صورت میں صرف وہ گازیاں پیٹروں دوسرے تیرے پہنچ لے وہ الگ ہیں صرف تنخوا کی صورت میں ہم ان کو چھ ارب روپے سے زیادہ دیتے رہے ہیں ایک لاکھ بھتیں ہزار خاندانوں کو روزگار فراہم کرنے پر اور اگر کم سے کم بھی دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کوئی سات آٹھ لاکھ خاندان وہ زراعت سے مسلک ہیں یعنی ان کا ذرائع آمدن یا ان کی جو معیشت ہے وہ زراعت پر ڈھینڈے (depend) کرتا ہے اس سے پھر جو آگے فائدہ لوگوں کو ہوتا ہے جو کہ آپ کے گذز (Goods) کی صورت میں دیتے ہیں یا اناج کی صورت میں دیتے ہیں لوگوں کی خوراک پورا کرتے ہیں وہ سینڈری (Secondary) آ جاتا ہے پہلے جو ذرائع مسلک ہیں جو کہ ان سے اپنا پہنچ پال رہے ہیں اگر ان کی یہ زراعت ختم ہو جائے اگر ان کی یہ روزی ختم ہو جائے یا یہ لوگ اس پیسے سے اٹھ جائیں اور گورنمنٹ کی طرف دیکھنے لگے یا پھر ہم لوگ ان کی روزی خوراک میا کرنے کے لئے کوئی روزگار یا نوکری دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی 60-70 ارب تنخوا ہوں کی صورت میں ہم کو دینے پڑیں گے تو کہاں سے یہ صوبہ اس کو برداشت کر سکے گا لہذا سب سے بڑی بچت ہمارے لئے یہ ہے کہ اگر تھوڑی بہت سبسبیڈاائز ریٹ (Subsidized rate) ان کو دے دیئے جائیں۔ اور ان کی یہ فلکجونیشن (Fluctuation) اور یہ لودولیج (Low voltage) کا مسئلہ حل کر دیا

جائے تاکہ ان کی آمدن اور خرچ کا حساب برابر ہو جائے اس وقت یہ پے کر سکیں کے اور دوسرے (Other wise) کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے بھی یہ گردبند کر دیں کے کبھی یہ ثوانی سفلومواخداویں کے لوگوں کے روزگار ختم ہوں گے وہ آئیں گے شہروں کی طرف نقل مکانی کریں گے نقل مکانی میں اگر ہم نے ان کو روزگار دینا چاہا تو ہمارے بس میں نہیں ہے کہ سانچھے 70 ارب روپے ان کو تنخوا ہو کی صورت میں یا ان کو روزگار کی صورت میں گورنمنٹ مبسمیاں نہیں کر سکتی ہے۔ یہ ہمارے لئے قدرتی تحفہ ہے کہ وہ خود اپنے لئے کارہے ہیں گورنمنٹ کی طرف نہیں دیکھ رہے ہیں بلکہ گورنمنٹ کو سپورٹ کر رہے ہیں آپ کی جو آمدی ہے اگر صرف فوڈ بیسیٹی میں ہم لوگ جائیں تو سانچھے ستر کروڑ روپے ہم سالانہ دیتے ہیں جو کہ ہم ہمارے منگاتے ہیں جب کہ ہم کہ جو اپنا گندم ملتا ہے لوگوں کا اس کے اوپر ہم ان کو کوئی بھی بیسیٹی نہیں دیتے ہیں اسی طرح بیڑات اگر آپ دیکھ لیں تو اگر ہمارے ہم منگائیں ان کے اوپر ہمارا کتنا خرچہ آتا ہے کتنا کرایہ آتا ہے اور لوکل پر کوئی کرایہ خرچہ نہیں آتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ ہمارے پانی کے اوپر جو خرچہ زیادہ آ رہا ہے اس کو (at least) اس لیول تک لانا چاہئے جو کہ دوسرے صوبوں میں ہیں صرف ہنگاب میں اگر ایک کیوں کے اوپر ہتنا خرچہ آتا ہے وہ ہونا چاہئے کہ ہمارا بھی ایک کیوں کے اوپر اتنا عی خرچہ آجائے اور بھلی کی لوڈ شیڈنگ جتنی دوسرے صوبوں میں ہیں صرف ہنگاب میں اگر ایک کیوں کے اوپر ہتنا خرچہ آتا ہے وہ ہونا چاہئے کہ ہمارا بھی ایک کیوں کے اوپر اتنا عی خرچہ آجائے اور بھلی کی لوڈ شیڈنگ جتنی دوسرے صوبوں میں ہوتی ہے یا ولٹیج کا مسئلہ ہے دوسرے صوبوں میں ہمارا (at least) بھی اس لیول تک پہنچا دیں تو پھر ہمارے زمیندار اس کو پے (Pay) کرنے کی صورت میں ہوں گے ورنہ اگر فیوجہ (Future) کی طرف دیکھیں یہ جو ابھی انہوں نے پاور فیکسیشن (Power fixation) کئے ہیں۔

اگر مخت کیا ہے پر ایجنس پارٹیز کے ساتھ یہ تو آج ہی بکلی مل ادا نہیں کر سکتے ہیں اگر بکلی کی قیمتیں دو تین سالوں میں تین گنا ہو جائے گی پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہے پھر تو بلوچستان کے لوگوں کو اس صوبے سے زراعت ختم کر کے اور پھر ختم کر کے نقل مکانی کرنا پڑے گی یا ان کے لئے کوئی پرمانہنست (Permanent) حل ذمہ دہنا ہو گا اس کا واحد حل یہ ہے کہ پر کیوسک (Per quesik) جو مجاہب میں دوسرے صوبوں پر جو خرچہ آتا ہے پانی کے اوپر بکلی کا ہمارا بھی اس ریٹ پرنی کیوسک کر دیں پر اس پارٹی نہیں کریں اس مسئلے میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم لوگ اس تک کوئی بھی پروٹوکٹ (Protocol) نہیں کر سکتا اگر ہم لوگ خود ہی اپنے آپ کو پروٹوکٹ نہیں کریں یعنی کہ اس اسیلی کے ہم عوای نمائندے ہیں ہم لوگوں نے یہ دیکھنا ہو گا کہ ہم اپنے عوام کو یہ جوان کا حقیقت میں ایک راستہ کس طرح ان تک پہنچائیں اس میں آپ ایک کمیٹی بنائیں جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ بھی مذاکرات کرے اور یہاں واپٹا والوں کے ساتھ بھی بیٹھیں کہ تباویز پیش کریں اس کے اوپر قابل عمل ایک قار مولہ لائیں تاکہ فوجوں میں پرمانہنست یہ مسئلہ حل ہو سکیں میں آخر میں سب کا ٹکریہ ادا کروں گا۔

جناب اسپیکر : ٹکریہ جعفر خان صاحب عبدالحمید خان اچخزی صاحب

عبدالحمید خلن اچخزی : جناب اسپیکر صاحب میران اسیلی سب سے اہم بات تو یہ ہے ہم اگر بلوچستان کی معیشت کو لے لیں اور یہاں کی زراعت کو لے لیں جس معیشت کی بنیاد زراعت پر ہو جیسے دوسرے ساتھیوں نے کہا میرے خیال میں کوشش ہو کروں گا کہ ان پاؤں کو ریپیٹ نہ کرو جو آل ریڈی (All ready) ٹور پر میران صاحبان کے سامنے رکھے گئے ہیں اہم بات یہ ہے کہ بلوچستان کی معیشت کا نوٹل دار و مدار ایگر یک پر ہے تھوڑا سا ہمارا اہم سڑیل ایسا ہے جب کراچی کے نزدیک وہ بھی کراچی کی ایک ذیلی اہم سڑیل ایسا ہے کی وجہ سے وہاں پر تھوڑی بہت اہم شریڈ ڈویلپ

(develop) ہے جاتی ہمارے ہاں کسی اور اندر مٹری صنعت یا کسی اور کاروبار کا یہ یہاں پر انفراسٹکچر (Infra Structure) ہی موجود نہیں ہے بلوچستان میں لہذا ہماری صنعت اور اکانوئی لے دے کر سب زراعت پر ہی تحریجاتی ہے اور زراعت کا مخترا یہ عرض کروں کہ کوئی پانچ یا چھ لاکھ ایکڑ ہمارے کینال ہیں اور اتنی تقریباً "جو سرفیس ایریگیشن (Surface irrigation) ہے جو جوشے ندی نالوں وغیرہ سے ہوتی ہیں اتنی ہے اور بکلی کے آنے کے بعد تقریباً "ہماری کوئی پانچ لاکھ ایکڑ زمین باغات کے اندر آمچی ہے ان سرو علاقوں میں جہاں پر غلق قسم کے پھل اور دوسرے قسم کی اجنبی پیدا کی جاتی ہیں اب اس باغات پر ہماری صنعت کا ٹوٹل دارودار ہے مگر کچھ عرصے سے بکلی کی فلکجونیشن (Fluctuation) واپڈا کا رول واپڈا کا قصہ جو شروع ہے اس سلطے میں ہم اپنے زمینداروں کی سو فیصد حمایت کرتے ہیں ہم نے کبھی بھی جہاں تک دو لائچ کا تعلق ہے دو لائچ ویری ایشن (Voltage variation) کا تعلق ہے جس سے اپنے دوسرے ساتھیوں نے کہا اس میں تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے دو لائچ ویری (Voltage variation) ایشن مثلاً "بخار کے مقابلے میں اور ہمیں جو ناممکن چار پانچ پر منٹ وہ سہیں ہی دیتے ہیں فی الحال وہ بھی ریٹ میں دیتے ہیں مگر وہ بالکل ناممکن ہمارا جو اصل خرچہ آتا ہے۔

وہ بھی ریٹ پر دیتے ہیں اور ہمارا جو خرچہ آتا ہے اور اصل جو قصے ہیں اس کا تعلق بھی نہیں ہے اب یہ پروبلم سب جگہ پر موجود ہے جب ہم یہ پر ایتم واپڈا کے سامنے رکھتے ہیں تو واپڈا کا ریلیز مرکز میں ہو یا یہاں پر وہ اکثر ہمیں بلوں کی بات کرتے ہیں اب بلوں کی بات بھی کسی حد تک صحیح ہے کہ ہمارے زمیندار بمل نہیں دیتے ہیں اس سلطے میں میں نے یہ معاملہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ اور بھی اخھایا اس سے رکنیست (Request) کی کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اخھایا جائے اور فیڈرل گورنمنٹ کو اپروچ کیا جائے کہ آخر کب تک اس مسئلے میں جھوڑے میں پھنسنے رہیں گے

اور اس کا حل کب نکالیں گے ان کی طرف سے کئی دفعہ لیٹر گئے ایک دفعہ ایک لیٹر کے جواب میں کمر صاحب جو ہمارے پانی بجلی کے وفاقي وزیر ہیں وہ تشریف لائے اور جو واپس کے نظیمین تھے وہ آئے اور یہاں پر ہمارے ساتھ باقاعدہ کمشنٹ (Commitment) کی بلوں کے معاملے جو ان کا سب سے زیادہ سیریس چارج ہے ہمارے خلاف ہے وہ ہمارا ساتھ جو بات کرتے ہیں وہ بلوں کی کرتے ہیں تو ہم نے بلوں کے متعلق ایک فارمولہ وضع کیا تھا کمر کے ساتھ اس نے باقاعدہ ہمارے ساتھ کمشنٹ کی کہ پچاس پرمنٹ ریٹ دیں گے معاف کریں گے اور پچاس پرمنٹ ہمارے ساتھ آؤٹ اسٹینڈنگ ڈیوز (Out Standing dues) ہیں اس کو ہم اقساط میں وصول کریں گے اب اس کو ایک سال سے ڈیڑھ سال سے یہی زیادہ ہو گیا ہے جب کمر صاحب یہاں سے گئے ہیں اس کے بعد پھرندہ بل کا سلسلہ رہا ہے اور اب وہی بھگدا اب بھی ہے میں چیز زمینداروں کو جو شکایت ہے کہ بعض اوقات فیڈر لائن ہی بند کروی جاتی ہے بعض اوقات یہ انتہائی نامناسب بات ہے ایک آدمی کسی علاقے میں بل نہیں دینا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس علاقے کا فیڈر لائن ہی بند کر دیا جائے اس ملے میں جو شکایف ہیں زمینداروں کی اور ہم سو فیصد ان کے ساتھ ہیں اس معاملے میں شریک ہیں اور یہ بات نہیں ہے کہ یہ بات اس نے مرکز کے ساتھ اختیار نہیں ہے یا ہم نے یہ محدود ہاتھ یا زمینداروں کی جو شکایف ہیں پہنچائی نہیں ہیں کئی نے ہمارا کوشش کی ہے اور مسلسل یہ کوشش کر رہے ہیں کہ مرکز کو اس بات پر آمادہ کریں جیسا کہ ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بڑی معقول تجویز پیش کی ہے جب تک ایک کمیٹی نہیں بنے گی مرکز سے لوگ نہیں آئیں گے با اختیار لوگ نہیں آئیں گے اب کمر صاحب کو پچاس پرمنٹ ریٹ دینے کا اختیار نہیں ہے تو پھر اس ملک میں اختاری کس کو ہے جو ہمارے اس معاملے میں امداد کرے تو یہ تجویز میرے خیال میں لٹکری صاحب کی ہے اور جو دوسرے ہمارے ساتھی ہیں کہ جب تک ایک کمیٹی نہیں بنے گی مرکز کی طرف سے با اختیار لوگ

نہیں آئیں گے جو ہمارے ساتھ زمیندار بلوچستان گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ اس نیچلے پر پہنچ کر فیصلہ نہیں کریں گے اس وقت تک اس مسئلے کا حل کرنا برا مشکل ہے جہاں تک قراردادوں کا تعلق ہے یہ تو ہم کئی قراردادیں پاس کرچکے ہیں کہی پار ہم ہاؤس کے قلعوں پر یہ بات لایچکے ہیں کہ مرکز کو فارورڈ کیا جائے اور مرکز کو کما جائے کہ وہ ہماری ہاتھوں کوئی عمل آج تک نہیں ہوا ہے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ جہاں تک سب سیلی کا تعلق ہے ریٹ کا تعلق ہے ساتھیوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ پنجاب میں میں فٹ سے دس ہارس پاور سے پانی نکلا جاتا ہے اور ہمارے چار سو پانچ فٹ سے تین انچ اور اس کا ریٹ تقریباً "ایک جیسا ہے نامہیں قسم کی سب سیلی ہے ہمارے ہاں جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور یہ ولیع ویریش اس سلسلے میں واپس اولوں نے کئی دفعہ پروگرام کے مطابق ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے ایک لائن سبی سے آرہی ہے ایک لائن ڈیرہ غاذی خان سے سبی والی لائن کا انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس کو مکمل کر دیں گے اور اس سے ہماری ولیع ویریش کی ایمرومنٹ (Improvement) ہوگی اور یہ ہمارے جو ٹھوب ویلوں کے پر زے پارٹ وغیرہ جل جاتے ہیں پھر زمیندار اس کو ریہشو کرتے ہیں اس پر خرچ آتا ہے فصلوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور بہت ساری باتیں اس میں آجائی ہیں ایک اور فیڈر لائن جس کا انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ڈیرہ غاذی خان سے انہوں نے قلعہ سیف اللہ پہنچانا تھا تاکہ ہمارے کوئی اور ان علاقوں پر بھلی کالوڑ کم ہو جائے اور ہمارے یہاں کے زمینداروں کو سوت طے نہ وہ سبی والا پروگرام ان کا وقت پر ہو رہا ہے اور نہ ہمارے ڈیرہ غاذی خان والی جو لائن انہوں نے لور الائی اور قلعہ سیف اللہ تک پہنچائی تھی پھر لور الائی تک نہ وہ وقت پر ہو رہا ہے اب اس سلسلے میں میں نہیں سمجھتا کہ ہم کس کو اپروچ کریں کس طریقے سے کریں جہاں تک بلوچستان حکومت کا تعلق ہے وزیر اعلیٰ نے بلوچستان سے اور ہم سب نے اتنا کو شش کی ہے کوئی با اختیار لوگ آجائیں ایک فائل گفتگو کر کے ایک فائل فیصلے پر پہنچ جائیں وہ

نہیں ہو رہا ہے اور اب میں یہ نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ اس قرارداد سے کیا فرق پڑے گا
میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ مسائل ہیں زمیندار ہمارے تکلیف میں ہیں ان کی
فصلیں تباہ ہو رہی ہیں نقصان ہو رہا ہے یہ سب باقی ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں میں
وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کی قرارداد کو میں بنائے کر ایک لیٹر
فیڈرل گورنمنٹ کو لکھا جائے کہ آخر ان معاملوں کا بلوں کا سلسہ جاری رہے گا تو میرانی
کر کے با اختیار لوگ جس میں یا تو کفر صاحب خود شامل ہوں یا واپڈا کے با اختیار لوگ
یہاں پر آکر ہمارے پلوچستان گورنمنٹ زمینداروں کے ساتھ بیٹھ کر کے باہمی ملاج
ہوئے ہے اس سلسلے کا کوئی حل نکالیں اس قرارداد کو میں بنائے اپنے وزیر اعلیٰ
صاحب اس کو چلا کیں فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ تب جا کر کوئی نتیجہ شاید نہیں آئے مگر
صرف اسی میں قرارداد پاس کرنے سے نہیں ہو گا یہاں تو بہت ساری قراردادوں پاس
کی ہیں کوئی سنتا نہیں ہے تو مختصر "قصہ ہے کہ زمینداروں کی جتنی فکایات ہیں اس
قرارداد کو لانے کے لئے جن مجرم صاحبان نے جو باقی کی ہیں سب سچ ہیں جہاں تک
بلوں کا تعلق ہے مل سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے کوئی طریقہ کار و ضع کرنا
پڑے گا جب تک ایک صحیح طریقہ کار نہ ہو اور جو کفر صاحب کی کمشنٹ ہمارے ساتھ
ہے انہوں نے کی ہے وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ ہمارے زمینداروں کے ساتھ ہمارے
ساتھ کمشنٹ کی ہے لیکن اس کے بعد ہم نے کچھ سنایی نہیں ہے اور اس کو ایک
سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تو میں آخر میں ایک وفعہ دہراوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب
اس قرارداد کو ہاؤس کی قرارداد کو بنیاد بنا کر فیڈرل گورنمنٹ کو اپروچ کریں کہ ہمارے
ساتھ واپڈا کی یہ پوزیشن ہے اور یہ ہمارے جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں سب ایک آواز
ہو کر فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اٹھایا جائے اور اس سلسلے میں کوئی حل نکالا جائے
قرارداد معقول ہے اور ہم ہر طریقے سے حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب اسپیکر : شکریہ اچنی صاحب۔

جناب اسپیکر : میر محمد اکرم بلوچ

میر محمد اکرم بلوچ : شکریہ جناب اسپیکر میرے ساتھیوں نے کافی بات کی ہے تو چونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں بھی اس قرارداد کے حق میں تھوڑا بولوں۔

جناب اسپیکر جب یہ حکومت بنی تو محترمہ بے نظر بھٹو نے اپنی ایک تقریر میں یہ کہا کہ پاکستان کا سب سے اہم مسئلہ ازیجی کا ہے میری کوشش ہو گی کہ ہم اس مسئلہ پر قابو پائیں گے یہ انہوں نے کہا۔ انہوں نے اس سلسلے میں ہیروئی مالک کا بھی دورہ کیا اور مختلف معابرے بھی پرائیوریٹ کمپنیوں سے کئے۔ اور جہاں تک نجھے یاد ہے کہ بلوچستان میں سبی میلے پر اپنی اقتداری تقریر میں یہ بھی کہا انہوں نے ہمارے سپاس نامے کے جواب میں یہ کہا کہ آپ لوگ لوڈ شیڈنگ کی بات کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ایک سال بعد بلوچستان میں کوئی ایسا گھر یا گاؤں نہیں ہوا جہاں آپ کو روشنی نظر نہیں آئے گی تو اپ میرے خیال میں بہت سے ساتھی بول بھی چکے ہیں۔ لوڈ شیڈنگ اس بجلی کی سپلائی اپنی جگہ جو مختلف گاؤں کو ملنی تھی اب ڈھائی سال بعد یا تیرا سال ہونے کو ہے اب لوڈ شیڈنگ پر ہماری بات ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے ہمارے زمینداروں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بلوچستان ایک زرعی صوبہ ہے جہاں صنعت میں ہماری بجلی کا جو کنز مہین (Consumption) ہے وہ بھی زرعی مقصد کے لئے ہے۔ تو جب یہ لوڈ شیڈنگ کی زد میں آتی ہے اور بجلی کی شدید کمی بیشی ہوتی ہے۔ جس سے ہمارے زمینداروں کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کبھی موڑ جلتے ہیں اور کافی نقصانات ہوتے ہیں۔ وقت پر فصل تیار نہیں ہوتا ہے اور جب فصل تیار ہو رہا ہوتا ہے تو بجلی نہیں ملتی ہے۔ جس سے کافی زمینداروں کو نقصان ہوتا ہے اور ہو رہی ہے جناب اسپیکر دیے بھی ہم ہر مسئلے پر بات کریں تو وہی آبادی اور ضروریات کی بنیاد پر دیکھتے ہیں۔ یہ

بھی ہمارے لئے سمجھنے مسئلہ ہے اور پورے بلوچستان کو اس وقت جماں تک میری معلومات ہیں وہ 132 کے وی بھلی ہمیں دے رہے ہیں تو اس طرح جیسا کہ عبدالحمید خان نے بات کی کہ جماں ذیرہ غازی خان سے یا سبی سے جو لائن آئی تھی وہ ابھی تک ادھوری ہے اس کا پتہ نہیں چلا ہے کہ بھلی یہاں کب تک پہنچے گی۔ جناب اپیکر ویسے بھلی کی اہمیت اور افادیت سے میں تو واقع بھی نہیں ہوں ہمارا تعلق کمران ذویہن سے ہے۔ ہم کو تو یہ بھلی 1974ء سے ملی ہے۔ وہ بھی جب پہنچنے پا در اشیش کا فسٹ فیز First Phase مکمل ہوا۔ اور اس وقت نصب ہے اور اس میں صرف تربت ٹاؤن کو بھلی مل رہی ہے باقی تربت کے بہت سے ایسے گاؤں اور گرونوں اس میں ان کو ابھی تک بھلی نہیں ہے اسی طرح ہمارے دو اضلاع پنجگور اور گوادر اس میں ہم منتظر ہیں کہ کب بھلی آئے گی۔ جناب اپیکر ہم تو گوادر کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ گوادر کی ایک علیحدہ حیثیت ہے لیکن وہاں کے لوگ اب بھی اندر ہیرے میں ہیں کیونکہ بھلی کی بات ہو رہی ہے سب سے بڑا اہم مسئلہ ہمارے زمینداروں کی بلگ کا مسئلہ ہے اس پر میرے دوستوں نے اظہار خیال کیا ہے کہ چونکہ بھلی پر اپر نہیں مل رہی ہے اور تقصان بھی ہے۔ اس لئے وہ بلگ میں کچھ گفت و شنید کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس پر جناب الفکری نے کہا ہے کہیں بنا کی جائے ذمہ دار آفیسر جو واپڈا کے ہیں ان سے بات کی جائے تاکہ یہاں مسئلہ یہ ہے واپڈا کی کوئی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جب یہاں بات ہوتی ہے کہ آپ لاہور جائیں لاہور میں جب بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ نشر صاحب سے بات کریں ایسے گھمیرہ سائل ہیں یہ وفاقی ادارے ہر ادارے کا جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ وہیں جا کر بات ختم ہو جاتی ہے کہ ہم اس کا کیا کر سکتے ہیں۔ اب اگر یہ صوبہ اس ملک کا حصہ ہے ہم اس ملک کے شہری ہیں تو ہمیں ہر مسئلے پر شریک کریں اور ہماری حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اس پر میں سمجھتا ہوں کہ بھلی چیزے اہم مسئلے پر تو اس پر ہمارے ساتھ نہ صرف تعاون ہونی چاہئے اس میں پیشتر

لوگوں کا ذریعہ روزگار بھلی پڑا پڑا ہے۔ اس پر اگر ہم اس صوبے کو مزید پسندگی کی طرف دھکیتا چاہتے ہیں یا اس مسئلے کو ہم سنجیدگی سے خورا نہ کریں تو اس کا مطلب ہے اس سے ہمارے لوگ بے روزگار بھی ہوں گے جس سے ہمارا صوبہ ویسے بھی ہمارا صوبہ پسند نہ ہو۔ اس میں اتنی گنجائش نہیں ہے ہمارے صفتی یونٹ وغیرہ ہمارے ہاں بالکل نہیں ہے۔ باقی دوسرے بنس اور ذراائع نہیں ہیں جو اہم ذریعہ روزگار اور زمینداری ہے اس پر ہمیں سوچنا چاہئے۔ شکریہ۔

جناب اپنیکر : شکریہ اکرم صاحب عبد اللہ جان پاہت

مسٹر عبد اللہ جان پاہت : (وزیر) جناب اپنیکر صاحب محترم ارکین اسمبلی جیسا کہ ساتھیوں نے اس مسئلے پر کافی بولا ہے ہمارے اس صوبے کو جو ایک لائن گذو سے کوئی تک 132 کے وی کی آتی ہے اور اس کے علاوہ ہماری جو دوسری لائن ہے سبی گذو جو کہ تقریباً دسوکے وی کا جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور اس طرح جو 132 کے وی کا تقریباً ذریعہ غازی خان سے لورالائی اور قلعہ سیف اللہ جس کا ابھی تک پہلے انہوں نے دسمبر کا وعدہ کیا تھا آج سب سے اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے اور واپڈا کا کوئی ذمہ دار صاحب بہاں پر موجود نہیں ہے بلکہ جب ان کو یہ معلوم بھی تھا اس مسئلے کو لیں تو یہ دیکھیں کہ ہمارا صوبہ بھی اس ملک کے اپنیتے پر نہیں ہے اس تمام ملک پاکستان میں ہمارا صوبہ اپنیتے پر نہیں ہے لذا چیزیں صاحب اے سی صاحب یا کوئی واپڈا کا اعلیٰ افسران سے پچھلے دنوں ہماری میٹنگ ہوئی تھی اور زمینداروں کا وفد تھا جیسا کہ شکری صاحب نے کہا کہ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اس پر زیادہ بات نہ کریں۔ کیونکہ آپ مقروض ہیں اور آپ قرض دار ہیں اس پر ہم نے یہی بات کی کہ آپ نے تو دسمبر کا وعدہ کیا تھا کہ ذریعہ غازی خان سے لورالائی تک یہ لائن مکمل ہو جائے گا۔ مگر وہ ایسا کرتے ہیں ان کا جو کنسٹرکشن ورک ہے وہ بھی غلط ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں کہ جہاں پر یہ کنسٹرکشن ورک ہے وہ بھی غلط ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں کہ جہاں

پر یہ کنسٹکشن ہوتی ہے اس میں خاص قسم کا سینٹ استعمال ہوتا ہے وہ سینٹ بھی اس میں کم استعمال کرتے ہیں ایک تو کام وہ اس طرح سے کرتے ہیں وہ کچبے لگادیتے ہیں اور بعد میں لوگ کچبے اور اس کے نٹ نکال لے جاتے ہیں نہ اس پر ان کا کوئی آدمی ہے اور نہ ان کی کوئی تکمیلی ہے۔ اس طرح جو لائی ہے یہ بھی جوں کے آخر تک مکمل نہ ہو گا اس میں ہمارے جو یہ صوبہ ہے اس کا اصل ملک کا اس ملک میں جو پہلے دن سے روادار رکھی گئی ہے یعنی خاص کر ہمارا صوبہ ایک لاکھ بیس ہزار مرلے میل ہے اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس ملک کو میری معلومات کے مطابق دو سو میگاواٹ بھی بھلی نہیں مل رہی ہے اتنا بڑا ملک کا یہ صوبہ اور اس ملک کی جب بھلی چودہ ہزار میگاواٹ ہے اور سات ہزار میگاواٹ سے زیادہ شمالی پشتوں خواہ پیدا کرتی ہے اس ملک کی پیداوار کا آدھا سے زیادہ بھلی وہ پیدا کر رہے ہیں اور چابی لاہور کے ہاتھ میں ہے اور اس کی مرضی ہے کہ وہ صوبے کو بھلی دیتی ہے یا نہیں دیتا ہے یعنی بھلی کا کنٹرول جو ہے وہ ان کے پاس ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے اور تو سارے مسئلے جو ہم نے اپنی ہر تالیں کیں ان سے بات کی اس کے علاوہ زمیندار صاحبان آئے چیف نسٹر صاحب سے ملے یعنی واپڈا کے جیزیریں سے ملے۔ خود کمر صاحب یہاں آئے اور لوگوں سے وعدہ کیا کہ اتنے پر سنت ہم چھوڑیں گے اور اتنا آپ داخل کریں اس پر بھی عمل نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ میرے خیال میں کمر صاحب بھی اس ملک میں بے اختیار ہے اس ملک میں پتہ نہیں اختیار کس کے پاس ہے۔ اصل میں یہ ہے کہ ہم لوگ اس ملک میں ابھی سولہ ارب روپے ایک ایسے مد میں جا رہے ہیں جس میں نہ ڈولپمنٹ ہے نہ کوئی ترقی ہے نہ انہوکیشن ہے یعنی ایک مد میں اضافی سولہ ارب روپے جا رہے ہیں دوسری طرف ہمارے عوام کو بھلی تک میر نہیں صاف پانی تک میر نہیں تو اس میں حالت یہ ہے اور اس میں غلط سیاست کا بھی دخل ہے۔ 1993-94ء میں ہمارے (43) ممبران کو تقریباً "تین گاؤں یا دو گاؤں کو بھلی دے دی تھی جس کے بنتے ہیں (129) گاؤں اس طرح ہمارے دو سال

کے 1994ء اور ابھی 1995-96ء ہمارے (258) گاؤں تو یہ گئے۔ اس کے علاوہ ہمارے جو ہیں فیڈرل ممبران جو مرکز میں ہمارے نمائندے ہیں یعنی (19) سینٹ کے ممبران ہیں اور اس کے علاوہ 11 قوی اسٹبلی کے ممبران تھے۔ یہ ہوئے تمیں ممبرز اور اس میں ایسا ہوا ہے کہ ہماری جو نوٹل بھلی ہے ہمارے صوبے کے جو گاؤں بننے ہیں وہ "تقریباً" (408) گاؤں بنتے ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ اب ہمارے جو اپوزیشن کے ساتھی ہیں وہ اس پر پھرنا راض ہو جائیں گے وہ بھارے سردار صاحب نے جان چھڑا دی اس نے تو دو تین سال تک کیا پاتیں کیں دوسرا کیا وہ بے نظیر تھی۔ بے نظیر کا والد بھی لوگوں کو معلوم ہے کہ اس نے صوبے کے ساتھ کیا کیا۔ وہ سب کو معلوم تھا سردار صاحب اس خوشی میں تھے کہ بھائی مجھے بھلی دے گا۔ مجھے فنڈ دے گا یہاں پر ہمارا جو اپنے سو شل ایکشن بورڈ ہنا ہے بھائی کس نے بنایا ہے۔ وزیر اعلیٰ کو معلوم نہیں سینٹر فلش کو معلوم نہیں بھائی کدھر بن رہے ہیں گورنر ہاؤس میں بھائی گورنر تو سب کا گورنر ہے گورنر صاحب بنا ہوا ہیڈ ماسٹر اور اوھر سے ہمارے لوگ جو نہیں خود اپنے عوام اور صوبے کے حقوق جو ہیں وہ Distribute ہو رہے ہیں تقسیم ہو رہے ہیں پلے ان کا یہ خیال تھا کہ بھائی بے نظیر ہو ہے جیسا کہ ہمارے اکرم صاحب نے کہا کہ مبی میں اعلان کیا۔ بھائی مجھے وہ تاشقند کا اعلان بھی یاد ہے اور سارے توے ہزار قیدی بھی یاد ہیں دوسری جنیں بھی یاد ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس صوبے میں ہوا یہ ہے کہ یہاں پر ہمارے جو غیر منتخب ارکان ایک تو منتخب ارکان ہیں مولانا باری صاحب جو ہے۔

جناب اسپیکر : بابت صاحب آپ موضوع پر بات کریں۔

عبدیل اللہ جان بابت : مطلب یہ ہے کہ وہ روز بھلی کا افتتاح کر رہے ہیں بھائی آپ کس کی بھلی استعمال کر رہے ہیں۔ آپ نے (208) گاؤں دے کر تین گاؤں کو بھلی دے رہے ہیں آپ نے تمام صوبے کے حقوق آج جو ہمارا گیس پر بھی بات آئے گی جو ہمارا حصہ دے رہے ہیں بالکل یہ ہم ہمارے مشترک مفادات کی کوئی نسل ہے اس کے بغیر

وہ آپ دے نہیں سکتے یہ بھی ہماری مشترکہ مفادات کے کونسل کے بغیر ہماری بھلی کو جو پرائیورٹ کر رہا ہے اور یہاں پر بھلی دے رہے ہیں بھائی باز محمد کھمتوالی بھی بھلی دے رہا ہے بھائی آپ حس کھاتے میں دے رہے ہیں۔ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور (408) گاؤں کی بھلی کی یہ اس میں ہے کہ ہم کس طرح صوبے کے حقوق کو وہ تو گیا سیاست عورت کی حکمرانی کی قلاں گیا آخرت اور دوزخ گیا وہ پتوں میں کہتے ہیں کہ جنت ہوا لازمے ووٹ یا کھجور لارڈے وہ مسئلہ تو گئے اب مسئلہ آگیا تالی کا اب مسئلہ آگیا ثواب ویل کا اب مسئلہ آگیا یہاں ترقی کا اب ہماری کتنی بد تختی ہے۔ ابھی ہمارے مولانا واسح صاحب اگر انہی زبان میں میں ایم اے ہو کر الفاظ غلط اردو کے استعمال کئے امگریزی میں میری کیا پوزیشن ہو گی۔ آپ اردو کو لیں امگریزی کا آپ خود فیصلہ کریں پھر مولانا صاحب کو دیکھو ہمارا جو مقدمہ ہیان نہیں کر سکتے اور یہاں پر آئیں ہے آئین میں بست سی چیزیں گیاں ہیں۔ رات کو میں "تقریباً" دو بجے تک بیٹھا رہا کہ کیا کروں۔ ابھی میں نے پتہ نہیں پانچ دس الفاظ اس میں نکالے وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں۔ پھر اس پر بات کروں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے جو حقوق ہیں اس صوبے کے اصل میں ہمیں اس ملک کے ایجنسٹے پر ہمارا نام نہیں ہم سب سے پہلے مرکز سے یہ کہتے ہیں کہ بھائی اگر اس ملک کو واقعی چلانا ہے اس ملک کے عوام کا خیال رکھنا ہے تمام لوگوں کا خیال رکھنا ہے صوبے کے عوام کا خیال رکھنا ہے تو اس کے لئے آپ مرباٹی کریں یہ جو لوڈ شیڈنگ ہے یعنی اسی ون ڈاکٹر حامد صاحب نے حاجی لٹکری صاحب درمیان میں ایسا تھوڑا سا بھائی بولو جس نے خدمت کیا اس کا نام لے لو ڈاکٹر کا اس میں آپ کو کیا ہوتا ہے کہ ہمارے صوبے کی طرف سے کون بولے اتنا تصب ہم نہیں کرتے ایک آدمی وہاں جا کر روتا ہے اسی میں مگر حاجی لٹکری قرارداد بھی لائے۔ پھر اس آدمی کا نام بھی نے لو جس نے قومی اسی میں بات کی ہے اس مسئلے پر جیسے ڈاکٹر حامد نے بات کی یا کسی اور نے اپنے میں مسئلہ یہ ہے کہ اس صوبے کے حقوق کے لئے حقیقت میں ہم لوگوں کو

وہ ایک غلط مثال ہے میں نہیں دے سکتا ہوں کہ معمولی سا ایک نوالہ ایک نوالے سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے اس وقت واپس اوالے ہیں حقیقت یہ ہے جیزیرتین سے لے کر پنجے تک یہ تو عوام کے پاس جاتے نہیں ابھی جیزیرتین صاحب یہاں کوئی نہیں میں بیٹھا ہوا ہے آپ ان سے پوچھئے کہ کتنے دن آپ لورا آئی گئے ہیں۔ خضدار گئے آپ نے پسندی کا وہ تمثیل دیکھا ہے یہاں واپس اکا یہ حال ہے کہ اب واپس اکا تقریباً "ڈاکٹر حامد نے دس سکھے کا کما ہے میں تو یہ کہنا ہوں کہ چودہ سکھے بھل نہیں ہے اور پھر اس دفعہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ فیصلہ کیا وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں وزیر اعلیٰ سے زمینداروں نے کما کر بھائی اتنا ہم دے سکتے ہیں۔ اور گندم تو اس سال بالکل جاہ ہو گیا کیونکہ خاص ہارج اپریل میں انہوں نے بھلی بند کی اس وقت جو ہماری سبزیاں خصیں لوگوں نے اگائیں تک نہیں یعنی اس کے علاوہ جو درخت ہیں ان کی یہ پوزیشن ہو گئی ہے کہ درخت میں کوئی بھل ہے نہیں کیونکہ اس کو صحیح نام پر پانی نہیں ملا ہے اب واپس اکا حکام سے یہ دخواست کرتے ہیں کہ بھائی خداراہ صوبے والے ہتنا آپ کو نیکیں دے رہے ہیں اس صوبے کے حوالے سے پھر اس کے ساتھ ساتھ ایک صاحب ایک اور مسئلہ ہے ایک واپس اسے دوسرا نیکیں ہائی وے ہے۔ ادھر سے واپس ابھل نہیں دے رہا ہے ادھر نیکیں ہائی وے والے روڈ نہیں باتے پھر ایک خاص موسم میں جس موسم میں ہمارے ہاں سبزی کا نام ہوتا ہے۔ بھل کا نام ہوتا ہے سب ضائع ہو جاتا ہے اور یہاں کا جو (جی ایم) ہے جا جیزیرتین جو ہے۔ وہ تو اسلام آباد میں بیٹھا ہے یعنی خواہ خواہ میں اس کے ساتھ

جناب اسپیکر : باہت صاحب ایک منٹ آپ کا باقی ہے۔

عبداللہ جان بابت : جناب اسپیکر صاحب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے جو نیکیں ہائی وے والے ان کے پاس ایک ٹریکٹر تک نہیں بلکہ وزر کو آپ چھوڑیں ملکہ سارا ان کے نام سے ہے نصیر اللہ ہماری یہاں کے روڈ تو چھوڑو وہ تو قندھار کے روڈ ہمارے ہیں۔

بھائی تمہارے ساتھ مشیری کدھر ہے نصیراللہ صاحب تم جو یہاں سے لگا ہے قندھار میں بھی روڈ بناتا ہے تم نے اتنی کپنیاں بنائی ہیں تمہارے پاس ترکی والا کپنی ہے تمہارے پاس نہ یہاں کوئی چیز ہے ابھی لگے ہیں بھائی دوسرے کے ہاں اس ملک میں کیوں بھر جان نہیں آتا سولہ ارب روپے اگر ہم نام لیں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ملک کے خلاف بول رہا آئین کے خلاف بول رہا ہے سولہ ارب روپے جو لوگوں کو ہٹا کر دو بھائی یہ لوگوں سے کام کراؤ بھائی ان سے پلانٹیشن تو کراو ورخت تو لگاؤ جس دن جنگ ہے اس دن جنگ پر بھیجو آج کیا ضرورت ہے گہ آپ نے لاکھوں لوگوں کو بھایا ہے۔

جناب اپنیکر : ظہور حسین خان کھوسہ صاحب آپ اس پر بات کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپنیکر صاحب میں آپ کا منظور ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ بولنے کی اجازت دی آج کا ریکوزیشن اجلاس قابل ٹھیکین ہے جو سردار اختر جان مینگل صاحب۔ مولوی عطاء اللہ صاحب نواززادہ لشکری صاحب اور دوسرے ساتھیوں نے بلا یا ہے۔ ہمارے توبت سارے مسائل اس صوبے کے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ ہارا واپڈا کا بھی ہے ہمارے صوبے میں بھلی کی سونیصد بھی کھپت نہیں ہے بڑے بڑے شروں کے مقابلے میں اگر کراچی میں ۹۹ فیصد بھلی کی کھپت ہے تو ہمارے صوبے میں ایک یصد بھی نہیں ہے۔ اگر لاہور میں دیکھیں تو اسی طرح ہمارے صوبے میں ایک یصد بھی کھپت نہیں ہے۔ اگر ملتان اور حیدر آباد کو دیکھیں یا کسی اور شہر کو دیکھیں تو جناب اپنیکر صاحب ہمارے ساتھ پھر بھی زیادتیاں ہوتی ہیں جاہے غلط بلنگ کی صورت میں ہو یا لو ولیج (Low Voltage) کی صورت میں ہو یا لوڈ شیڈنگ کی صورت میں ہو۔ جناب والا کمی دفعہ اس ایوان کے ذریعے بھلی کے متعلق قراردادوں منظور کر اکر اور پر بھوالی گئیں لیکن کسی پر بھی موثر عمل نہیں ہوا اور کوئی جواب نہیں ملا تو میرے کئے کا مقصد یہ ہے کہ ہم کب تک اس اسمبلی کے ذریعے قرارداد پاس کرتے رہیں گے اور اس کا جواب ہمیں ملے گا اور یہاں ہم لوڈ شیڈنگ کا فکار ہوتے

رہیں گے۔

جناب اپیکر : ظہور حسین خان صاحب ایک بات کی میں وضاحت کروں گا کہ محکمین نے سیکریٹریٹ کو کوئی قرارداد پیش نہیں کی ہے یہ ریکوویشن پر بلا یا گیا اجلاس ہے اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اپیکر میں نے پچھلے اجلاس میں بھی ایک تحریک التوا پیش کی تھی ہنگامی صورت حال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ قرارداد و ذرا دری سے آتی اس لئے میں نے تحریک التواء کی صورت میں پیش کیا تھا۔ جو کہ ریجیکٹ ہو گئی ہے بعد میں قرارداد کی شکل میں لانا تھا۔ تو اس کی وضاحت میں اس طرح کرتا ہوں جناب والا لوڈ شیڈنگ سے اگر آپ بلوچستان کے اوپری علاقے میں آئیں تو 130، 140 اور 150 کے لگ بھگ وولٹیج ہے۔ 130 اور 140 وولٹیج ہے اگر کا آپ زیرین علاقے میں جائیں تو سبی ہے جعفر آباد ہے فیصل آباد ہے بالخصوص میں صحبت پور کی بات کروں گا کہ وہاں پر وولٹیج ایک سو سے کم ہے میں یہ بات دعویٰ سے کرتا ہوں۔ وہاں پر نہ بلب بلب ہیں نہ پکھے چلتے ہیں فرنچ ایر کنڈیشن اور منٹیشن تو اپنی جگہ پر ہیں۔ جناب اپیکر صاحب صحبت پور کے مقام پر ایک گڑا اسٹیشن دو سالوں سے بند ہے وہ ابھی تک اسی طرح ہے پچھلے سال کام ہوا ہے یا اس سال کام ہوا ہے اسی طرح موجود ہے اس پر مزید کام نہیں ہو رہا ہے۔ جبکہ 52 سینٹی گریڈ سے اوپر پٹپت پتھر چلا گیا ہے آپ اخبارات میں روزانہ دیکھتے ہیں کہ دس پندرہ میں اسوات ہوتی ہیں ہمارے بلوچستان کے زیریں علاقے میں اور کئی جگہوں پر تو یہ ہوتا ہے کہ جب پٹپت پتھر 52 ڈگری ہو جائے تو ہنگامی حالات کا اعلان کیا جاتا ہے ایمیولینس الرٹ ہوتی ہیں ڈاکٹر اپنے ہسپتالوں میں بیٹھتے ہیں لیکن یہاں پر تو ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہے کہ لوڈ شیڈنگ سے لوز وولٹیج ہے اور پار بار بکھلی کم ہوتا۔ اس کے باوجود یہاں پر اس مسئلہ کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو مرکزی سطح پر کمیٹی بنائی جائے تو میں اس کے لئے اس کی حمایت کرتا ہوں۔ اگر کوئی دوسرا طریقہ

ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب ایک کمیش ایوان کی طرف سے بنا کر بھیجیں اس کی بھی میں حمایت کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں ہم نے ان کو سب جگہ پر آزمایا ہے نرکزی حکومت ہو یا کوئی اور جگہ۔ انہوں نے کہیں بھی ہمیں ریسپنਸ (Response) نہیں دیا ہے جا ہے سوئی ہمیں کے معاملے میں ہو چاہے ہماری رائلٹی کے معاملے میں ہو۔ یا مشترکہ مفادات کو نسل کے معاملے میں ہو۔ یہ ہمیں آخر تک نقصان اور پہچے تک دھکلتے رہے ہیں تو میں یہ تجویز دوں گا کہ یہ ہمارے بلوجستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کے لئے بلوجستان صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران لاگہ مارچ کی صورت میں یا دھرنا کی صورت میں لاہور کے واپڈا ہاؤس میں جا کر بیٹھیں یا اسلام آباد میں فشر کے دفتر میں بیٹھیں۔ یا پھر ہم اسمبلی سے استغفار دیدیں۔ تو جناب والا اس کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا ہے یہ جو ریکوزیشن کے ذریعے آپ نے اجلاس بلا یا ہے اس کو بھی آزمائ کر دیکھیں غلام مصطفیٰ کمر صاحب یہاں پر آئے تھے انہوں نے پہلے بھی وعدے کئے اور واپڈا والے بیشہ یہاں پر اعلان کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی نتیجہ خبریات ہمیں نہیں ملی ہے تو میں بھر حال مختصر" اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کہ لوڈ شیڈنگ کو ختم کیا جائے و ولیعہ کی کی دور کیا جائے۔ اور فلکجونیشن (Fluctuation) وغیرہ جو بھی ہے اس کو دور کیا جائے۔ اور محبت پور کے گرو اشیشن کو جلد از جلد مکمل کیا جائے جناب اسٹریکر صاحب میں آپ کا ملکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب اسٹریکر : مولانا عبد الباری صاحب۔

مولانا عبد الباری صاحب : بسم اللہ الرحمن الرحيم
جناب اسٹریکر یہ واپڈا کی زیادتوں کے بارے میں جن دوستوں نے ریکوزیشن کیا ہے اور آج خوش نتیجی سے اس بارے میں اسمبلی کا سیشن ہوا ہے جتنی ہاتھی کرنی تھیں اور جن چیزوں کی نشاندہی کرنا تھی اس کے بارے میں ممبران نے بتا دیا اور جناب وقت بھی کم ہے جناب اسٹریکر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بلوجستان میں بھلی اور واپڈا کے

حوالے سے مسئلہ صرف لوویشنگ اور ولیع کی کمی کا نہیں ہے بلکہ بلوچستان میں سرے سے بکلی ہے تھیں جتنا بلوچستان کا آئینی حق تھا بکلی اور واپڈا کے حوالے سے یا جتنا ہمارا انسانی حق ہے یا جتنا معاشری نظام کا تقاضہ ہے آج میں پیشیں سے آرہا ہوں ہمارے پیشیں میں یہی حالت ہے کہ پورے 24 گھنٹے میں پانچ یا چھ گھنٹے بکلی دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے فصلات و باغات تباہ نہیں ہو رہے ہیں بلکہ یہاں پر انسان اور انسانوں پر مختلف مختلف قویں جاہ ہو رہی ہیں جناب اپنیکر اتنا درجہ حرارت 49 سے لے کر 52 تک پہنچا ہے گری کی تپش اور حرارت کی وجہ سے میں میں مختلف لوگ وفات پاچھے ہیں اور ہم اخبارات میں پڑھتے اور سنتے ہیں کہ صرف بلوچستان میں نہیں بلکہ اس صوبہ سے اور اس علاقے سے جس کو سندھ یا لاڑکانہ نواب شاہ کہا جاتا ہے جہاں سے پاکستان کی موجودہ وزیر اعظم منتخب ہو کر آئی ہیں وہاں پر موجودہ گری اور حرارت کی تپش کی وجہ سے روزانہ دس پندرہ ہیں تک لوگ وفات پار ہے ہیں۔ جناب اپنیکر ایک تو واپڈا کا اصل ذخانچہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ بقول جنل محمد ابوب یا بھنو مرحوم کہ واپڈا ایک ایسا بکلہ ہے جیسے بے نام گھوڑا کہا جاتا ہے۔ اس وقت جو واپڈا کے پادر فل جیزیر میں صاحب جو اس وقت لاہور میں بیٹھے ہیں ان کا جس کے لئے دل چاہے اس صوبے میں بکلی دیتے ہیں اور جس صوبے کو دل نہیں چاہتا اسے بکلی نہیں دیتے ہیں جس کا فیڈر بند کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں اور جس کا گرد اسٹینشن بند کرنا چاہتے ہیں بند کر دیتے ہیں۔ ان پر تو نہ وزیر اعظم کی بات چلتی ہے اور نہ وہ صدر صاحب کے احکامات ماننے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی وہ کیفیت کے فیملوں کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی وہ اپنے بکلہ کے مشرکے احکامات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جناب اپنیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر کچھ ہون پہلے بلکہ بچھلی گورنمنٹ میں جب جیزیر میں واپڈا کی ڈیانسٹر اور پوسٹنگ کی بات ہو رہی تھی مشرک صاحب نے جیزیر میں صاحب کو ڈیانسٹر کیا تھا لیکن کوئی ایسی قوت نہیں تھی کہ جیزیر میں صاحب کو لاہور میں ان کی اپنی سیٹ سے اوہرا در

ہلائے اگر ایسی قوت کے ساتھ لڑنا ہوگا تو حکمت عملی کے ساتھ جناب اپنیکر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ضلع پیشین قلعہ عبد اللہ مختلف جو ہمارے اضلاع ہوتے ہیں مستونگ قلات جو واپڈا کے اس مسئلے سے ہمارے ہیں ہمارے زمیندار ہیں وہاں کے جو مقامی لائن پر منتشر ہوتے ہیں جناب اپنیکر وہ باقاعدہ حلقة کے زمینداروں کے ساتھ طے ہوئے ہوتے ہیں اور باقاعدہ بڑے زمیندار جاگیردار ان کے لئے بطور اجتہاد کام کر رہے ہیں جناب اپنیکر میں تو دیکھتا ہوں اور ہم سنتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں اور صوبے کے مختلف علاقوں میں ایک اچھا خاصاً موٹا تازہ زمیندار ہوتا ہے جس پر حکومت کے پانچ سے دس لاکھ اور لاکھوں میں اس پر بھایا جات ہوتے ہیں لیکن ان کو صرف ایک سزا ملتی ہے حکومت کی طرف سے کہ ان کا نو انسفار مرا اخراجیں لیکن میں نے خود آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک مالدار زمیندار جس پر حکومت کے لاکھوں روپے بھایا جات ہوتے ہیں ان کے گھر میں ان کی زمینداری کی جگہ پر میں نے آٹھ اور دس نو انسفار میں نے خود آنکھوں سے دیکھے ہیں جب واپڈا والے جاکر اور مختلف فورسز جو ہیں جس طرح پاکستان کا بھارت کے خلاف لڑائی ہے یا کسی دوسرے ملک کے خلاف لڑائی کے وقت جس طرح اپنے فورسز نہ صرف میشائی لویز اور فورس کو ایک طاقت ور فورس فرنٹیئر کور کو لے جا کر دوپٹی کشز اور اسٹنٹ کشز کی سرتی میں ان کے خلاف جب کارروائی ہوتی ہے ایک نو انسفار مرا اخراجاً کر جب واپڈا والے گلی سے یا زمین سے لکھتے ہیں تو وہ زمیندار کے پاس چار پانچ آٹھ اور نو انسفار میں اور پڑھے ہوئے ہیں وہ فوراً "دو سرا نو انسفار مرا اخراجاً کر اس کا کنکھن بحال کر دیتا ہے تو جناب اپنیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا زمیندار جس کا پنجاب سے تعلق ہو فرنٹیئر سے اس کا تعلق ہو بلوجہستان سے اس کا تعلق ہو جو سویا ہزار یا ایک لاکھ ایک لاکھ زمین پر قابض ہے میں سمجھتا ہوں میں اس کو زمیندار نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اس کا زمیندار کی بجائے اصل نام جاگیردار ہے پاکستان میں زر اور زمین پاکستان کی قومی دولت اور پاکستان کی قومی ملکیت

جس کو عام خور پڑ رہا اور زمین کے تابع کہا جاتا ہے اس پر اسی جاگیرداروں کا قبضہ ہے اور جاگیرداروں نے اپنے مفادات کے حوالے نے اس ستم کو اس طریقے سے چلا یا ہے جس ستم کو میں جاگیردارانہ نظام کا نام دیتا ہوں جناب امیرکر بات یہ ہے کہ ہمارا زمینداروں وہ باقاعدہ مختلف ٹھکنے کے ساتھ ملا ہوا ہے ایک لائن پر نہذنشت کو میں دیکھتا ہوں جب وہ کسی نہماں سے یا انہیکشن کی جگہ سے وہ باقاعدہ کار اور گاڑی میں بیٹھ کر اور میں سمجھتا ہوں کہ عام غریب معاشرے کا عام فرد جس کے ایک بلب پر جس کے گھر کے کنکشن پر سو روپے یا دس روپے بھایا جات ہوتے ہیں ان کا کنکشن کٹ سکتا ہے اور زمیندار پر جس پر تقریباً "پانچ لاکھ دس لاکھ روپے بھایا جات ہوتے ہیں تو اس کا بیٹھ سے مسئلہ تھیک ٹھاک چل رہا ہے اس کے باعث ہیں ہمارے علاقے میں ماشاء اللہ ایسے زمیندار بھی ہیں کہ اس سے سب کی آمدن ایک کروڑ ہے تو اس کو کچھ پروا نہیں ہوتا ہے لیکن یعنی موقع پر وہی زمیندار اجنبی کی محل میں جلسے جلوس سب کچھ کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں اس مسئلے سے نہ صرف زمیندار عوام پسندیدہ اور مظلوم عوام وہ کافی متاثر ہے اس طبقے میں اگر زمیندار دس پرستھ متاثر ہے تو اسی پرستھ عوام متاثر ہیں جناب امیرکر اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ جمورویت ہے اور اسلامی جمورویت کا نشان ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر نہ قراردادوں کی کوئی اہمیت ہے نہ ہمارے اسلامی مجرمانہ کی کوئی اہمیت ہے ہم جب چیزیں کے وقت میں جاتے ہیں تو وہاں پر صرف ریکورڈ کی بات ہوتی ہے کہ بھایا جات کی وصولی کے لئے ہم بیٹھے ہوئے ہیں ایک کھبڑا اور ایک انسفار نمودینے کا اختیار ان کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ جناب امیرکر میں سمجھتا ہوں ایک دلخواہ پارلیمنٹ میں ہمارے مجرمانہ صاحب فرمائے تھے کہ درحقیقت بات یہ ہے کہ بلوچستان کو ان لوگوں نے تیرہ سال پی پی نے حکومت کی ہے یا تین تسلیک میں مسلم لیکن گی حکومت رہے ان لوگوں نے بلوچستان کو درجہ اول کا بلوچستان نہیں تسلیک کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں جوزیر اعلیٰ صاحب بحیثیت قادر بیٹھا ہوا ہے

تو آپ کی قیادت میں ایک سکھی ہو اور جا کر وفاقی حکومت سے صدر صاحب سے اور وزیر اعظم صاحب سے کمر صاحب سے پامقصود نہ اکرات ہوں اگر مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے تو ہم مسئلے کے لئے اہم رول ادا کرنا پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت حساس مسئلہ ہے کمر صاحب پچھلے سال آئے تھے انہوں نے اعلان کیا تھا سی ایم ہاؤس میں کہ آدھا بھایا جات چار جز معاف ہیں اور آدھا ادا کرنا پڑے گا تو اس وقت جب میں نے اخبار میں دیکھا تو مجھے یقین تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے جناب اسٹیکر کمر صاحب خود غائبانی اور قبائلی آدمی ہیں میں ان کو جانتا ہوں نمازی آدمی بھی ہے ایک سکھی تھکلیں دے۔ صرف قرارروادوں سے زمینداروں کو بلا نے آئنے سامنے پیشئے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے جب تک ہم جا کر جس طرح ظور صاحب نے بات کی ہے وہ زمیندار ہیں میں تو زمیندار نہیں ہوں ہم خود جا کر اس مسئلے پر جتنی قربانی دینا پڑے گا ہے حکومت چلی جائے ہم استغفی دے دیں جا ہے اس بیلی چلی جائے ہم اس بیلی کی ممبر شپ سے استغفی دیں گے ہمارے زمینداروں کی جو حالت ہے وہ انتہائی مخدوش حالت زار ہے اور یہ قابل رجم ہے اور جناب یہ گزارش ہے جناب اسٹیکر یہ مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے لیکن ہماری حکومت جو ہے خود سائل حل کرنے میں خود سنجیدہ نہیں ہے کیونکہ ہر ایک مسئلے کو ہنگامی طور پر اٹھایا ہے جس طرح اب بجٹ سازی ہو رہی ہے انہوں نے اب گرانٹ کا مسئلہ تھا بجٹ کی رقم کا مسئلہ اٹھایا ہے ہماری یہ رائے ہوتی ہے ایک سوچ ہوتی ہے کہ سال سے پہلے اس حق کے لئے اس کام کے لئے باقاعدہ بنیادی طور پر کام کریں ہماری جتنی ہاتھی ہیں ہنگامی بنیادوں پر ہوتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر مسئلہ واقعی اہم ہے تو ہنگامی بنیادوں پر اسے بنیاد بنا کر چلا کیں اور آپ کی حکومت ہو کوئی اور حکومت آجائے بنیاد بنا کر اس روکیوئیزیشن کو اگر روزوں میں کوئی مچھائش ہے تو اس کو ایک قرارداد کی شکل دے کر پاس کریں تاکہ قائد ایوان کے لئے ایک بنیاد ہو جائے اور اس بنیاد پر ان کے ساتھ ہیں جس طرح گیس ڈولپمنٹ چار جز پر ہم ان کے ساتھ رہے ہیں ہم نے

آخر تک ساتھ دیا اب جبکہ بحث کی بات ہو رہی ہے بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے
آپ بات کریں اگر وہ بات کرنے پر سمجھدہ نہیں ہیں تو بھل کے حوالے سے آپ اپر انی
حکومت سے بات کریں جس طرح ڈاکٹر صاحب فرار ہے تھے کہ گیس جس طرح ایک
خاص معدنیات ہے اس طرح کوئلہ بلوچستان کا ایک خاص معدن ہے تو کوئلے کے
حوالے سے بھل پاور کوئلے کے ذریعے سے ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں اور جناب امیر
ہمارے پاس بند خوش دل خان ہے شاید میران صاحبان نے تمام دیکھا ہو گا یہ ایک سیرو
سیاحت کا مقام ہے وہاں پر خوش دل پروجیکٹ ہے جو سو سال سے نہایا کیا ہے ابھی ملی
ہے کافی بند بھرا ہوا ہے تو اس کو اگر صاف کر دیا جائے ایک پروجیکٹ بن سکتا ہے
جسے پرائیوریٹ سمنی بنانے چاہے صوبائی حکومت وفاقی سے گزارش کرے تو اس کے
لئے آپ کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں تو جناب اس کے لئے ایک مستقل حل تکالنا ہو گا جیسا ہے ایسے
قہین کہ ایک قرارداد پیش ہوئی ہم نے تقریبیں کیں جب ہم تقریر کرتے ہیں چیزیں
بنیادوں پر تقریبیں کرتے ہیں کس کے خلاف ایک ہماری بدستی یہ رعنی ہے ایچڈا اور
باتوں پر ہوتا ہے باقی دوسرے کرتے ہیں تو جب میران صاحبان ہم پر خوش ہوتے ہیں
حالانکہ وہ ہمارا نماق اڑا رہے ہوتے ہیں تو جناب امیر جیسا یہاں ہمارا بھل کا مسئلہ
ہے تو ہم ایوان کے ساتھ ہیں۔

جناب امیر: مولانا صاحب آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

مولانا عبدالباری: جناب ایک بات کر لیتا ہوں اگر دو منٹ ہو جائے تو آپ
کی سہانی ہو گی اور ایک منٹ میرا حق ہو گا ایک صاحب فرار ہے تھے کہ مولانا صاحبان
نے اتنی بھلی لی ہے تو بے شک میں نے اپنے علاقے میں پھاٹ دہمات میں بھل لگائی ہے
جسے تو اب کسی نے سو دہمات میں لگائی ہے تو یہ ہماری محنت ہو گی ابھی بھی ہمارا
پھاٹ دہمات زیر پر اسیں ہے انشاء اللہ وہ بھی لگ جائیں گے تو یہ بھی بلوچستان میں
اور آپ کے پتوں خواہ کے علاقے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اس پر آپ ناراض نہ

ہوں جناب اپنیکر جس طرح انہوں نے عورت کی حکمرانی کی بات کی ہے تو کل وہ افغان مهاجرین کو بھگوڑے سمجھتے تھے اور اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اب انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں جہاں تک افغان مهاجرین کا مسئلہ ہے جس طرح آپ نے اسلامی کے لئے روڑنے والے ہیں روڑ کے ساتھ ساتھ ایک پر اسیں ہے ایک طریقہ کار ہے تو میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان : (وزیر) جناب اپنیکر یہ کہاں سے اور ٹریک پر چڑھ گئے ہیں یہ کیسے نفیات سے واقف ہیں وہ کیسے افغانستان پلے گئے۔

مولانا عبد الباری : جناب میرا ایک منٹ باقی ہے جناب افغانستان پر بابت صاحب نے بات کی ہے پتہ نہیں ڈاکٹر صاحب ان کی ہاتھیں سختے ہیں یا نہیں حالانکہ ان کے ساتھ نزدیک ہے ظاہر شاہ حکومت نے تمیں سال باقاعدہ معاہدہ کیا تھا روڈ بنانے کے لئے پل بنانے کے لئے اس وجہ سے بابت صاحب گئے تھے اور یہ روڈ بنارہے ہیں وہ آیا تھا روس کے شہیکوں سے جو سڑکیں اور پل خراب ہوئے تھے وہ بنارہے ہیں۔

جناب اپنیکر : مولانا صاحب واپڈا زیر بحث ہے۔

مولانا عبد الباری : تو جناب واپڈا کے حوالے سے رکوزیشن کے حوالے سے ہم ان کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ ساتھ دے رہے ہیں۔

جناب اپنیکر : ٹکریہ

جناب اپنیکر : سردار محمد اختر مینگل

سردار محمد اختر مینگل : (قاولد حزب اختلاف) جناب اپنیکر سب سے پہلے تو میں سب دوستوں کا خاص کرداری لٹکری کا بھی جن کے دستخطوں سے آج یہ اجلاس بلا بیا ہے آج مسئلہ یہاں واپڈا کا زیر بحث ہے میرے خیال میں جناب اپنیکر اس مسئلے پر

ہم جتنی بھی بحث کریں جتنے بھی عوای سائل کے دلائل اس پر دیں وہ کم ہے اور جتنا ہم واپڈا پر تنقید کریں۔ جتنے بھی ممبر حضرات نے تقریں کی ہیں انہوں نے نشانہ واپڈا کو ہی بنا لیا ہے جتنی بھی ہم واپڈا پر تنقید کریں میرے خیال میں تو اس پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے یہ وہ مست بدل ہے نہ اس کو وزیر اعظم روک سکتا ہے اگر روکنا چاہیں تو وہ روکیں لیکن ہمارے بلوچستان میں اسے کوئی نہیں روک سکتا ہے مجھے یاد ہے جب جام محمد یوسف صاحب 1990ء میں وزیر واپڈا تھے۔ کافی انہوں نے کوشش کی وہاں کے جیزیرمن کو تبدیل کرنے کے لئے مگر مجبوراً "تھیار ڈال دیئے اور اس جیزیرمن کی زیر گرانی کام کرنے پر مجبور ہوئے۔ آج جب ہم واپڈا کے سائل اور زیادتیوں پر بات کرتے ہیں تو یہ زیادتیاں نہ صرف آج سے شروع ہوئی ہیں یہ اس دن سے شروع ہوئیں جس دن سے واپڈا نے کنکشن ان علاقوں میں دینے شروع کئے ہیں۔ فشر کا حال نہ صرف اس وقت جام محمد یوسف صاحب کے وقت میں بلکہ آج مصطفیٰ کمر کے اختیارات آپ کے سامنے ہیں اور کہا جاتا ہے واپڈا بے لگام ہاتھی یا بے لگام گھوڑا ہے مگر اس کی بے لگامی ہمارے سر پر کیوں ہے یہ بے لگامی ہنگاب میں کیوں نہیں ہوتی ہے یہ بے لگام دوسرے صوبے میں کسی دوسرے جگہ کیوں نہیں ہوتا ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ واپڈا کے سامنے ہمارا بس نہیں چلا ہے۔ یہ بے لگام ہے کیونکہ ہم بے بس ہیں ہم مجبور ہیں اور بھیشہ اس بے لگام گھوڑے کے پیروں تھے ہم روندے جاتے ہیں۔ آج تک ہنگاب واپڈا کے ہاتھوں قابو نہیں آیا ہے 15 منٹ کی لوڈ شیڈنگ کو وہ بہت بڑا مسئلہ سمجھتے ہیں یہاں ہمارے ہاں دس دس کھنچتے کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے وہ بڑی مشکل سے زرعی بیکوں سے قرضے لے کر اپنی زمینیں آباد کرتے ہیں ثواب دیل لگاتے ہیں میہینیں خریدتے ہیں اس واپڈا کے لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے یا دو لمحے کی وجہ سے ان کی میہینیں جل جاتی ہیں۔ چالیس ہزار سے ایک لاکھ تک ان کی میہینوں کی قیمت ہوتی ہے۔ وہ ایک ہی جنکلے میں میہن جل گئی زمیندار جو ہے سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا ہے کب ہمیں فصلوں

کے جو قرضہ جات ہیں وہ ملیں گے میں اپنی مشینیں ریپار (Repair) کوں۔ واپڈا کا ایس ڈی او بیع انتظامیہ اگر ہم واپڈا کو ہم موردا الزام نہ رہاتے ہیں اس میں کسی حد تک تیار یا ذمہ دار انتظامیہ بھی ہے اگر انتظامیہ ان کا ساتھ نہ دے جیسا کہ ہمارے وزیروں نے جتاب بڑی اچھی تقریبیں کیں ہیں بڑی جذباتی تقریبیں کی ہیں بڑی واپڈا پر تنقید کی ہے جب یہ واپڈا کی سرفتی میں یہ سب کارروائیاں کر رہی ہیں اگر واپڈا انتظامیہ فشر صاحبان یا کابینہ واپڈا کو منع کرے کہ واپڈا کے ساتھ کسی قسم کا تعادن نہیں کرنا ہے۔ تو میرے خیال میں ہم پھر واپڈا کے اس بے لگام گھوڑے کو کسی حد تک لگام بھی دے سکتے ہیں۔ اب ہم جب واپڈا کی بات آتی ہے واپڈا اور داد سیکریٹری میں بڑا فرق ہی نہیں کرنا چاہئے دونوں کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ سفید ہاتھی پالے ہوئے ہیں ایک ویپس کے حوالے سے جو بھی ہے ہمارا بجٹ کا حصہ زیادہ تر انہی پر خرچ کیا جاتا ہے اور جو بھی زیادتیاں ہوتی ہیں وہ بھی انہی دو مکھوں کی وجہ سے عوام پر ہوتا ہے عوام جو آج تک زیادتوں کا ہٹکار ہوئے ہیں وہ واپڈا اور ویپس کے لوگوں کے ہاتھ سے ہوئے ہیں۔ فوج کے ذریعے ہوئی ہے اگر ان دو افسروں کو نکال دیں تو میرے خیال میں کوئی زیادتی ہوگی اور نہ عوام متاثر ہوں گے۔ یہاں پر ہم قرار دادیں پیش کر چکے ہیں یہاں پر ہم تحریک التواہیں پیش کر چکے ہیں۔ وقت کے حوالے سے حکمرانوں سے رابطہ کیا ہے کہ ہمیں گراش دیا جائے۔ مرکز کے حوالے سے یہاں پر جو بھی لگام ہو رہے ہیں نہ صرف واپڈا پیش ہائی وے کو آپ دیکھیں ایف سی کا مسئلہ آپ دیکھیں۔ کوٹھ گارڈ کا مسئلہ دیکھیں۔ ڈولپمنٹ سرچارج کا مسئلہ دیکھیں ہمیں جو گرانٹ دی جا رہی ہے اس کا مسئلہ دیکھیں اور سوئی گیس کا مسئلہ دیکھیں۔ اور آج دوسری جو قرارداد آرہی ہیں پی بی ایل کے حوالے سے اس کو دیکھیں مرکز کے کن کن احسانوں کا ہم شکریہ ادا کریں؟ وہ ہمیں بتائیں کہ انہوں نے ہم پر کون سے احسان کئے ہیں تو پھر ہم ہاتھ جوڑ کر ان کا شکریہ ادا کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ مرکز

تو اپنی ایک بات ہائے کہ کیا کیا ہے۔ جس کی ہم تعریف کریں واپڈا لودھیڈنگ بھی
ہائی وے، بر جیں نہیں ہوئی ہیں روڈز ٹوٹے ہوئے ہیں ایف سی جس وقت جمال چھاپے
لگائے، ریڈ کسے کوست گارڈ ہم نے تو سنایا ہے کہ آج کل اس کوڑیک پولیس کا کام دیا
کیا ہے روڈوں پر گاڑیاں روک کر ان کے کاہدات چیک کئے جاتے ہیں یہ ہماری
کوست گارڈ کی ذمہ داریاں۔

جہاب والا! واپڈا کی زیادتیوں سے ہم یا کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ
بلوجستان ایک ذریعی صوبہ ہے دوسری معاشر زندگی ہمیں ہے نہیں۔ صحتی علاقہ ہے
نہیں کہ لوگ صنعتوں کی طرف جائیں اور صنعت کاروں کے دروازے ٹکھنکھا نہیں ایک
حب اہل ستری ہے وہ بھی غیر مقامیوں سے بھرا ہوا ہے صنعت کا ربجی غیر مقامی ملازم ہو
ہے وہ بھی غیر مقامی اب بات ہے لوگوں کو اپنے لئے روز گار پیدا کرنے کی وہ ہے
زمینداری زمینداری میں واپڈا کا یہ رول ہے کہ لودھیڈنگ فالکھونیشن میں ہم لوگ
اس زمینداری پر بھی پورے نہیں اتر سکتے ہیں۔ زمینداری اپنی جگہ کسی علاقوں میں
لوگوں کو ہانپینے کے لئے نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے اسی بکلی اور واڑپلاٹی کی وجہ سے
جو بھی واڑپلاٹی چلتی ہے وہ بکلی سے چلتی ہے۔ لوگوں کے جو پرانے کوئیں تھے وہ
مندم ہو گئے وہ گر کئے کہ ہمیں واڑپلاٹی ہے ہمیں پانی ملے گا پرانی جو لاٹین گھر میں
رسکھی تھی کہ اس بلب کی روشنی سے وہ بھی لوگوں نے پھینک دی کہ واپڈا سے مرکز سے
ہمیں ■ بکلی ملی ہے اب وہ پتے نہیں پھر کس طرح سے وہ اپنے کاریز کھودنا شروع
کر دیں۔ اپنے کوئی کھو دنے شروع کر دیں۔ پینے کے پانی کے لئے سوراپ اور قلات
کے لوگوں کا وندہ آیا تھا کہ ہمیں پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ یہ ایک مسلمانوں کے ساتھ
رویہ ہے جو میرے خیال میں کوئی بیزید نہیں کر سکتا ہے۔ واڑپلاٹی بند کی گئی ہیں لوگ
پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ اس گری کے دلوں میں قلات اور سوراپ کوئی دن سے
بکلی بند کی گئی ہے ہنچکوئر کے دورے پر ہم پچھلے ہفتے گئے تھے وہاں پر لوگوں کو بھلانے

کے لئے یا شہانے کے لئے ہر علاقے کو ابھی چنگان کو ایک دن بھلی دی جا رہی ہے تو
تمن دن اس کی بھلی بند کی جاتی ہے۔ پھر تمن دن کے بعد خدا آبادان کی باری آتی ہے
اس کو بھلی دی جاتی ہے پھر تمن دن کے بعد دشت کی باری آتی ہے اس کو بھلی دی جاتی
ہے یہ صرف تمن دن کے بعد یہ دکھانے کے لئے کہ واپس اپنی جگہ پر ہے اس کی
کارکردگی کیا ہے وہ سب لوگوں کے سامنے ہے۔ جیسا کہ دوست نے کہا کہ گوادر کا مسئلہ
ہے گوادر میرے خیال میں نہ صرف اس ملک کے لئے بلکہ میں الاقوامی طور پر ایک
اہمیت کا حامل ہے۔ مگر اس موجودہ حکومت میں جو ترقیاتی نام نہاد فخرے لگا رہی ہے کہ
ہم گوادر کو شرقی رہا چاہتے ہیں پسلے وہ بھلی کا مسئلہ تحلیل کریں۔ پہنچنی سے تبت بھلی
پہنچائی گئی کیونکہ پہنچنی سے ابھی تک گوادر بھلی نہیں بچنی رہی ہے۔ ایک پرانا جزیرہ ہے وہ
بھی بھی ہے اور بھی خراب ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ یا گزشتہ جو بھی حکمران طبقہ
رہا ہے اس کی نظر گوادر پر اس لئے نہیں ہے کہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ہدروی
نہیں ہے اگر وہ کوئی اہمیت سمجھتے ہیں تو اس خطے کی سمجھتے ہیں تو ہم سمجھیں کہ خطے کے
ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کے وہاں کے عوام کی اہمیت ان کی نظر میں کچھ نہیں جیسا کہ
باہت صاحب نے کہا ہے۔

ملک نکے ایجادے میں ہزاراً نامی نہیں ہے۔ باہا آپ کو اس ملک کا شری سمجھیں
تو آپ کو ایجادے میں رکھیں۔ آپ کو تو آج تک اس ملک کا شری تعلیم ہی نہیں کیا گیا
تھے۔ جب آپ نے آپ کو اس ملک کا شری اس ملک کا باشندہ تصور کرائیں گے پھر
ایجادے میں آپ کا نام آئے گا۔ جس وقت ان کا مقصود ہو ان کا کوئی مطلب ہو۔ وہ تو
صرف کوئی میوں مل کمیٹی کی قرارداد کے حوالے سے بلوچستان کو پاکستان میں شامل
رکرا سکتے ہیں۔ اتنی بڑی اسیبلی موجودہ اسیبلی میں یا قوی اسیبلی میں جو بلوچستان کے
حوالے سے قرارداد میں پاس کی جاتی ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ وہ ان کا مسئلہ
نہیں ہے ان کا مسئلہ بلوچستان پر قبضہ کرنا تھا۔ اس کے لئے کوئی میوں مل کمیٹی کی

قراردادیا ایک Decision ان کے لئے کافی تھی۔ جناب اسپیکر قرارداد تو پیش نہیں کی گئی ایک ریکوڈینگ ہے یہ تو میں نہیں کوئی کہ اس قرارداد کی جماعت کرتا ہوں۔ بہر حال اس کے لئے نہیں کوئی شخص اقدامات کرنے چاہئیں اور ساتھ ساتھ صوبائی حکومت کو اپنے ووئنے میں میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ اتنی تبدیلی لائے کیونکہ مرکز تو پہلے ہاتھ میں ڈنڈا لے کر بیٹھا ہوا کہ کب تکنی آتی ہے اور وہ ہمارے سر پر مارے بہر حال عوامی مخادلات کو دنظر رکھتے ہوئے ہم ایسی پالیسی اقتدار کریں ایسے کام کریں جس سے ہم کم از کم عوامی مخادلات کو تحفظ تو دے سکیں۔ صرف اس بیانوں میں پیش کر تقریبیں کرنا سائل کا حل نہیں اور قراردادوں کے پاس کرنے سے یا نامنکور کرنے سے آج تک ہمارے سائل مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جو وہ حل نہیں ہوئے صوبائی حکومت کو اگر ہمارے اپوزیشن کے تعاون کی ضرورت ہے تو اپوزیشن اس سلسلے میں ہر ممکن تعاون کے لئے تیار ہے چاہے واپڈا کا مسئلہ ہو یا مرکز سے گرانٹ کی ہلکل میں ہو جبکہ کے سلسلے میں ان کو کوئی کمی بیشی ہے تو اس سلسلے میں ہمارا ان کے ساتھ تعاون پہلے بھی رہا اور آئندہ بھی رہے گا تو ان الفاظوں کے ساتھ تمام دوستوں کا ملنکور ہوں شکریہ۔

جناب اسپیکر : نواب مگسی صاحب۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر ریکوڈینگ سیشن تھا اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے اور ٹریبیوری پیجزو نے مل کر اس بیان سیشن بلوایا۔ اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں نے عام لوگوں کو اور زمینداروں جو پر ایلم درپیش ہیں اور اس کا مقصد یہ تھا کہ واپڈا سے عام لوگوں کو اور زمینداروں جو پر ایلم درپیش ہیں اس پر ہم اپنے ویوو (Views) بھی دیں اور جو سائل ہیں ان کا حل بھی جلاش کریں۔ جناب اسپیکر گو کہ ہماری حکومت کی بھی کچھ کمزوریاں ضرور ہوں گی اور وہ کمزوریاں بھی کسی مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہیں جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ وفاقی وزیر بھلی مصلحتی کر صاحب بیہاں آئے تھے اور ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی لیکن اس کا کچھ نتیجہ نہیں لکھا یہ حقیقت ہے کہ اس کا نتیجہ کوئی نہیں لکھا کہ آج بھی ہم شور چاہرے ہیں اس

کے بعد میں اسلام آباد گیا وہاں ہمارے صوبے سے تعلق رکھنے والے سینیٹر ز اور ایم این ایز بھی موجود تھے۔ جن کی موجودگی میں ہماری ایک میٹنگ ہوئی مصطفیٰ کمر صاحب سے میرے اندازے کے مطابق اس کو دو میٹنے ہوں گے وہاں پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو بقايا جات دیں ان کے اندازے سے دو ارب روپے سے زیادہ بنتے ہیں۔ اس معاملے کو فی الحال نہیں چھیرا جائے لیکن جو دو انسالمنٹس (Instalments) ہیں وہ زمیندار ادا کر دیں کیونکہ جو فیڈر لائنز بند ہو رہی ہے یا ٹرانسفارمرو اتارے جا رہے ہیں تو ہم واپس کو احکامات جاری کریں گے کہ وہ اس طرح نہ کریں لیکن وہاں سے واپسی کے بعد اس فیصلے کے باوجود یہاں پر نظر آتا ہے کہ اس پر بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوا اس میٹنگ میں ہمارے (ججے یو آئی) کے وزیر صاحب ہلپنگ پارٹی کے لائی صاحب ڈاکٹر حامد اچکزی اور ڈاکٹر عبدالحی صاحب موجود تھے۔ اور ان سب کی موجودگی میں فیصلہ ہوا لیکن اس پر آج تک کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے اب اس کا جو حل اوہر تلاش کیا گیا تھا کہ دو انسالمنٹ (Instalment) زمیندار دیں گے اب وہ دو انسالمنٹ (Instalment) کی بات کر رہے ہیں مانا گیا ایک سال میں ایک بھلی انسالمنٹ (Instalment) ہے اور ایک موجودہ انسالمنٹ (Instalment) دے اور جوان کے بقايا جات ہیں اس پر فیصلہ بعد میں کیا جائے گا اس فیصلے کو ہم نے تسلیم کیا وفاقی حکومت کے ساتھ اور ہم نے کہا کہ ہم اس پر عمل درآمد کرائیں گے جیسے کہ سردار صاحب نے کہا کہ ہماری انتظامیہ ہے وہ بھی واپس کے سپورٹ میں ہے ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ وہ ان کی سپورٹ میں نہیں بلکہ ان کو ہم نے احکامات جاری کئے تھے کہ جو لوگ دو انسالمنٹ (Instalment) نہیں دے رہے ہیں ان کی بھلی آپ لوگ کاث دیں کیونکہ یہ فیصلہ ہم کر کے آئے اور اس پر عمل درآمد ہونا چاہئے البتہ یہاں ہمارے دوستوں نے ووٹیج کی بات کی کہ کم آرہی ہے یہ حقیقت ہے کہ ملک میں بھلی ہے نہیں تو لازی ہے ووٹیج کم آئے گی ٹرانسیشن لائن گذو سے ایک آرہی ہے تو یہ سارے بلوچستان کو کہاں سے فائدہ

کر سکتی ہے غیر ملکی کمپنیوں یا ملکی مکار ہے ہیں جب کو حال ہی میں تیار ہوا ہے اور ج پاور پلائٹ آرہا ہے اس طرح کتنی اور آرہے ہیں ملک میں ڈال کو دیکھ لیں مجھے دونوں میں کوئی اسی نوے پیسے اور بڑھ گیا آپ نے ادا گیل کرنی ہے ان کپیز کو ڈال میں ڈال کل اگرچہ میتین یا سال بعد ڈال آپ کا پہلو روپے کا ہو جائے گا۔ تو ملک میں کوئی بھل استعمال کرنے کا لاحق ہی نہیں رہے گا آپ بھل کی بات کریں کے ولیعج کی میں تو کہتا ہوں پھر ضرورت ہی نہیں پڑے گی بھل کی کیونکہ جو ہماری آمدی ہے اور جو اخراجات ہوں گے بھل کے کہ آپ اتنا بھاری بل ادا کرے اور آپ کی جو آمدی آرہی ہو وہ بل کو پورا نہ کر سکے آپ نے اخبار میں پڑھ لیا ہو گا کہ گورنمنٹ آف پاکستان نے جو گارنیٹز (guavanties) دی ہوئی ہیں ان کمپنیوں کو وہ 4.5 بلین (یو ایس) ڈالر زان کو ہر سال ادا کرنے پڑیں گے جا ہے بھل استعمال کریں یا نہ کریں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ملک گروی ہو رہا ہے کہ نہیں ہو رہا ہے۔ اب بات آتی ہے بلوچستان کے ساتھ زیادتی کی جس طرح بابت صاحب نے کہا کہ ہم تو پاکستان کے ایجنسی میں بھی نہیں۔ البتہ ہم ایجنسی میں ضرور ہیں ایسی کوئی بات نہیں اگر نہ ہوتے تو اس اسمبلی کی ضرورت نہ ہوتی ہمیں لیکن ہمارے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ ایسا ہے جیسے کسی کالوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کی ہر چیز اس سے لے لو اس کو کھو کھلا کر کے چھوڑ دو اور وہ اپنے غریب حال پر چلتے رہے نہ وسائل ہوں گے نہ شور چاکیں گے۔ نہ تھیمار اٹھاسکیں گے نہ لوسکیں گے اپنے لئے اور ان کو اتنا کہت کرو اتنا کھلاو پلاوں کسی نہ کسی صورت میں کسی کو بھل دے دو کسی کو گیس دے دو کسی کو کوئی اسکیم دے دو تاکہ وہ اپنی زبان کھول ہی نہ سکے کیونکہ انسان ہے اس کو لامخ ہوتا ہے۔ تقریباً ہم شاید کتنی بھی کریں لیکن دل کے اندر تو ہر ایک کوپتہ ہے کہ کیا کیا ضرورت انسان کی ہوتی ہے اور اگر وہ پوری ہو جائے تو وہ اپنی زبان بھی بند کر لیتے ہیں مسئلہ واپڈا کا ہے میں اس سے کہیں اور بہت جا رہا ہوں کہ ہم لوگوں نے اسلام آباد میں جو فصلہ کیا ہے انشائمنٹ

(Instalment) کا وہ ہم پوری کریں اور بھایا جات کے لئے یہاں سے ایک کمیٹی جائے ہوکے میں تو ایک تجویز دیتا ہوں کہ وہ بھایا جات ہم کو دینے ہی نہیں چاہئے دو ارب روپے ہمارے فریب زمیندار کماں سے دیں گے وفاقی حکومت کو چاہئے کہ 1967ء سے 1991ء میں (این ایف سی) ایسا اورڈ ہوا انہوں نے اس درمیانی عرصے کا جو 24 سال گیس ڈولپمنٹ سرچارج کا سارا پیسہ خود کھایا اور 1991ء میں جب (این ایف سی) ہوا تو پھر انہوں نے یہ پیسہ صوبے کو دینا شروع کیا اگر وہ اپنی بھایا جات واپڈا کی بات کرتے ہیں تو ہمارے بھایا جات میں سے دو ارب روپے کاٹ لیں اور بھایا ہمیں دے دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ جناب اسٹیکر شاہید میری تقریر سے کوئی زمیندار ناراض ہوں گے کہ اسلام آباد میں جا کر فیصلہ کیا کہ دو انسالمنٹ (Instalment) دینی ہے لیکن میں پھر بھی کیونکہ ہم نے ایک فیصلہ کر کے آگئے ہیں تو دو انسالمنٹ (Instalment) دے دیں بھلی کا مسئلہ حل ہو گا لیکن یہ دو لشیج کا مسئلہ رہے گا کیونکہ بھلی اتنی آپ کے پاس ہے نہیں ٹرانسمیشن لائن جتنی دور دراز علاقوں میں جاتی ہے اس کا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ اور بھلی پیدا کریں کسی طریقے سے اور جو بھلی پیدا کریں اس کے لئے ہمارے پاس چیزیں ہوں گے کہ اتنی منگلی ہو گی کہ اس کے بل کوئی نہ دے سکے تو کچھ نہ کچھ ہمیں دننا پڑے گا اور کچھ نہ کچھ رعایت واپڈا کو کرنی پڑے گی شکریہ۔

جناب اسٹیکر : مشترکہ قرارداد مخاں سردار ثناء اللہ خان زہری، ڈاکٹر محمد المالک بیٹھ جعفر مندو خیل، مسٹر سکول علی، میر چکیز خان مری، میری خان محمد خان جمالی، حاجی لٹکری رئیسانی، صیدی اللہ جان بابت، ان مرکین میں سے کوئی ایک قرارداد دیں کریں۔

مولانا عبد الباری : جناب اسٹیکر صاحب گوارش یہ ہے کہ بحث تو کامل ہو گئی ہے ریکوزیشن پر لیکن نتیجہ کیا لکا۔

جناب اسٹیکر : آپ پہنچ جائیں مولانا صاحب جب اسٹیکر روٹک دے دتا ہے

اس سے پہلے آپ نے یہ بات کرنی ہوتی۔

(ii) مشترک قرارداد مخفیگاہ سردار شاء اللہ زہری وزیر، ڈاکٹر عبدالمالک وزیر،
شیخ جعفر خان مندو خیل وزیر، پکوول علی بلوچ وزیر، چنگیز خان مری وزیر، میر خان محمد جمالی
وزیر حامی لٹکر خان رئیس افی و وزیر اور عبید اللہ جان بابت وزیر۔

سردار شاء اللہ زہری (وزیر بلڈیات) : ہند میں آیا ہے کہ کابینہ کی
اقتصادی رابطہ کمیٹی (ECC) نے اپنے گزشتہ اجلاس میں سوئی میں کام کرنے والی کمپنی
پاکستان پیرویم لیٹڈ میں (BURMA CASTROL OIL) کے شیرز اپک
پرائیوریٹ فرم کو فروخت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ایوان محسوس کرتا ہے کہ
چونکہ بلوچستان کے مالی محاذ کا زیادہ ترا نحصار گیس ڈولپمنٹ سرچاچ کی مد میں ہوئے
والی آمدی پر ہے۔ اس لئے یہ شیرز نجی فرم کو فروخت کئے جانے سے بلوچستان کی
حکومت اور عوام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ یہ گیس فیلڈ بلوچستان میں
واقع ہے۔ لہذا اس کو خریدنے کا پسلان بلوچستان کی حکومت اور عوام کو ہے۔

اس لئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے
مطابق کرے کہ پاکستان پیرویم لیٹڈ (P.P.L) کے جو شیرز فروخت کئے جا رہے ہیں وہ
بلوچستان کی حکومت کو فروخت کر دیئے جائیں۔

جناب اسٹیکر : قرارداد پیش ہوئی سردار صاحب اپ اس پر تقریر کریں۔

سردار شاء اللہ زہری (وزیر) : جناب اسٹیکر صاحب آج ہماری خوش
نشیق سمجھ لیں کہ ہم آج جو اسیبلی ریکوڈ کی تھی وہ کسی اور مسئلے پر واپس اسکے مسئلے پر
گو کہ وہ اہم مسئلہ تھا لیکن اس سے ایک اور اہم جو آج ہم یہ قرارداد لارہے
ہیں وہ اس سے بھی اہم مسئلہ ہے وہ بلوچستان کے آنے والی نسلوں کا مسئلہ ہے اور
بلوچستان کے مستقبل کا مسئلہ ہے وہ بلوچستان کی معیشت کا مسئلہ ہے جناب اسٹیکر سوئی
گیس سوئی فیلڈ جماں سے ملک کو سات فیصد سوئی گیس سپلائی کی جاتی ہے اس کے شیرز

بما کیسروں آئیں کا جو شیرز ہے پی، پی، ایل کے شیرز ہیں وہ ایک بھی فرم کو دیجے جا رہے ہیں فروخت کے جارہے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں بلوچستان گورنمنٹ کو بغیر اختاد میں لئے بغیر اس کو فروخت کیا جا رہا ہے چونکہ ہمارے ڈولپمنٹ یا نان ڈولپمنٹ کا انحصار ہی سوئی گیس فیلڈ پر ہے ہمیں رانٹی کی ٹھکل میں سرچارج کی ٹھکل میں یا دوسری مد میں سوئی گیس سے جو آبہنی ہوتی ہے اسے ہم اپنے ڈولپمنٹ سائیٹ کے اور نان ڈولپمنٹ کا بجٹ بناتے ہیں گو کہ میں اس میں یہ واضح کرتا چلوں کہ جو ہمارا حق ہے جو ہمارا رائیٹ ہے وہ ہمیں اپنے ہی نہیں مل رہا ہے لیکن پھر بھی جو کچھ ہمیں ملا چاہ رہا ہے۔

اس پر یہ ہم گزارہ کر رہے ہیں کل ہماری کینٹ میٹنگ تھی اور اس میں ہمارے چھپ فشٹر صاحب نے ایک لیٹر پڑھ کر سنایا جو انہوں نے فیڈرل گورنمنٹ کو اس اہم مسئلے کے ہارے لکھا ہے اول تو میں جانب اسیکری یہ سمجھتا ہوں کہ سوئی بلوچستان کی سب تحصیل ہے جو بلوچستان میں ہے بلوچستان کی سر زمین ہے دنیا کا کوئی قانون اس چیز کی اجازت نہیں دیتا کہ جی آپ اپنی یعنی چیز کو خریدیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سوئی گیس جماں سے لکھتی ہے وہ بلوچستان کا ہے اور وہ بلوچستان کا ہی حصہ ہے اور وہ بلوچستان کا حصہ رہے گا لیکن پھر بھی ستم طرفی دیکھ لیں کہ ہم اپنی چیز کو خود ہی خرید رہے ہیں تو اس پر کل ہماری ڈسکشن ہوئی اور ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم آئندہ کے لئے اگلے سال کے لئے چونکہ ہمارے پاس جو بھی ڈولپمنٹ سائیڈ پیسے ہیں ہم آئندہ کے لئے ڈولپمنٹ نہیں کریں گے ایک سال کے لئے دو سال کے لئے اور بلوچستان کا جو اہم اٹاٹا ہے اس کو بھی شجھے میں جن کمپنیوں کو ملا جا رہا ہے ان کو نہیں دیں گے اور ہم خود خریدیں گے تو میں اس ایوان کے توسط سے حکومت پاکستان سے اسلام آباد سے یہ ریکویست (Request) کرتا ہوں کہ جو پی، پی، ایل کے شیرز ہے بما کیسروں آئیں کے شیرز ہیں اس کو بلوچستان گورنمنٹ کو فروخت کئے جائیں تاکہ ہم اس کو خرید سکیں اور

ہمارے مستقبل جس سے وابستہ ہے وہ لیروں کے ہاتھ میں جانے سے بچ جائیں جناب ائمہ صاحب میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں میرے دوسرے ساتھی بھی اس پر بحث کریں گے آپ کا شکریہ کہ آپ نے قرارداد پیش کرنے کی لیے اجازت دی۔

جناب اپیکر : شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر خزانہ) : جناب اپیکر صاحب یہ قرار داد جو ہم لوگ لے آئے ہیں اسمبلی میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کریں گے کہ گل بہت لیٹ آؤورز (Late hours) میں کیونکہ ہم کو لیٹ پڑھ چلا ہے یہ قرارداد ہم نے داخل کی آپ نے رات پہلگ کر کے آج اس Requisition میں پیش کر دیا جناب یہ سوئی گیس کا مسئلہ ہو ہے پہلے بھی اس پر قرارداد آجی ہے افسوس کہ ہم قراردادیں لاتے ہیں قراردادیں ہم اپرو (Approve) بھی کر لیتے ہیں اس کے اوپر عملدر آمد بھی نہیں ہوتا ہے لیکن پھر بھی ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے نہ ہمارے پاس کوئی فوج ہے کہ جا کر کے اس کے ساتھ کوئی مقابلہ کریں نہ ہمارے ساتھ کوئی اور فورس ہے کہ وہ مقابلہ کر لیں پھر بھی یہی اسمبلی ہے اور یہ پولٹشکل فورس ہے ہمارے ساتھ یہی ہمارے ممبرز ہیں انہی کی ذمہ داری آتی ہے ہماری ذمہ داری میں بھی آتی ہے کیونکہ پیلک نے ہم کو منتسب کر کے اپنے مفادات کے گمراں کے طور پر تو بھیجا ہے۔ ہماری ذمہ داری بھی یہی بنتی ہے کہ ہم ان کے مفادات کی گمراہی کریں اس جو ہے بلوچستان کے اسمبلی کا بلکہ ان گمراں صاحبان کا جو نیشنل اسمبلی میں کہے ان کا بھی یہ حق بنتا ہے اور جو سینٹ میں ہم نے بھیجے ہیں ان کا بھی یہ حق بنتا ہے کہ بلوچستان کے مفادات پر جہاں ضرب آتی ہے یا مفادات جہاں خراب ہوتے ہیں اس کو ہم پرولٹکٹ (Protect) کریں سوئی گیس کا مسئلہ ایک بہت بڑا ایشو (Issue) ہے یعنی کہ آپ تصور نہیں کر سکتے ہیں کہ اس کی کتنی اہمیت ہے کیونکہ جو کچھ بھی ہے اس وقت یہ

پورے ملک کو مبستہ ایئر کر رہا ہے اس وقت آپ کاملک اسی گیس کی وجہ سے مل رہا ہے ورنہ آپ اندازہ لگائیں کہ اس کے بد لے اگر ہم پیرویم ہم امپورٹ کریں کدم ہے آپ کے ساتھ پیسے ملک کے ساتھ کدھراتے پیسے ہیں کہ فرض کرو ہم کل Value bond کر دیں اور اتنا ہی دیلوں کا ہم پیرویم امپورٹ کریں وہ تو بلیں اینڈ بیلینز آف ڈالرز ہو گا جو کہ پاکستان حکومت کے ساتھ موجود ہی نہیں ہے اتنی اہمیت والا مسئلہ میں سمجھتا ہوں کہ آئٹے میں نہ کے برابر بھی ہم کو اس سے نہیں ملتا ہے۔

اتنے بڑے والٹل ایشو Vital Issue اتنے بڑے مسئلے کو ایک دم اس نے اپر و Approve کر دیا سب سے پہلے تو ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جیسے پریزیڈنٹ صاحب نے پہلے کما کہ Transfer it is not prudent نہیں کوئی بھی ڈیل آتی ہے صحیح ہے گیس ایک اہم ایشو ہے جیسے میں نے پہلے کما کہ اس نمبر میں جو بھی پرائیٹ نہیں ہوتے ہیں آپ لمبی کامونیکیشن پر ایئر نہ ہوا بلینز ڈالرز شیر فوٹ ہوئے۔ اشک ایچیجن پوری دنیا نے اپنی مارکیٹ میں خریدا کیا یہ اپن ڈیل Open deal نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ پھر چلو ملک کی ایک اہم چیز ہے کہ کل اس سے آنے والا خطرہ ہم کو نہ ہو جائے تو سوکی کو پری کو الفیکشن کر لیتے کچھ کمپنیوں سے لے لیتے اس سے کوئی شینڈر کر لیتے ان سے کوئی آفر لے لیتے پرائیٹ ڈیل میں کسی ایک پارٹی کے ساتھ ڈیل کیا گیا ہے ہم کو یہ بھی پڑھ نہیں ہے کہ کیا ڈیل کیا گیا ہے ہمارا حق بتا ہے یہ ہم ان کی مہماں نہیں مانگتے ہیں یہ ہمارا حق بتا ہے کیونکہ ہم اس گیس کا تو رانہ لٹھی کیوں ہم دستے یہ کہنی جو قارم ہوئی تھی 1962ء میں قارم ہوئی تھی اس وقت تو چونکہ بلوچستان کے دھنخداں اس وجہ سے نہیں تھے وہ صوبے نہیں تھے وہ یونٹ تھا آج تو چینج ہو گیا ہے 70ء کے بعد صوبے آئیے ہیں صوبہ اس کا مالک ہے ایک مالک کے صلح مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ کر کے اس کا فیجر سب کچھ بیج دیتا ہے مالک کو پڑھ بھی نہیں ہوتا ہے کیا یہ کسی بھی صورت میں یا کسی بھی لحاظ سے صحیح ہے کوئی بھی آدمی اس کو صحیح تسلیم کر سکتا ہے یا یہ اسمبلی یا

بلوچستان کے عوام اس کو تعلیم کر سکتے ہیں۔ اس کے اتنے بڑے Repurcumtion آئینے گے کہ یہ ملک کے اوپر بڑا بوجھ ہو گا میں نے کہا ہمارے اوپر تو اتنا ہی بوجھ آئے گا آئے میں ملک کے برابر کیونکہ ٹوٹل گیس جو ہے یہ ملک کو Subsidize کر رہا ہے یہ ملک ہی خراب ہو جائے گا سوئی سے نکلنے والے گیس کی قیمت 13 روپے ہے 13 روپے کے ریش سے وہ تین ارب بنتے ہیں جو کہ یہ کہنی پڑتی ہے دوسرے گیس ٹرانسیشن کمپنیز کو تین ارب کے آج جو ریش فیڈرل گورنمنٹ نے مقرر کئے ہیں یعنی کہ دو ڈالر پر پونٹ کے حساب سے وہ ہے اگر 600 ملین کیوںک فٹ کو آپ ضرب دے دیں اس سے تو اس کی قیمت ساڑھے سولہ ارب روپے بنتے ہیں یعنی کہ فریش رہت اگر اس کو شمار کریں جو ہم کہتے ہیں کہ اس کی قیمت ساڑھے سولہ ارب بنتے ہیں اس وقت خطرہ یہ ہے کہ این ایف سی میں جو ہم کیس لے گئے ہیں وہ بھی اس بنیاد پر اور کچھ نہیں ہے رہا میرے ساتھ کبھی بھی آبادی کی بنیاد سے ہٹ کر اس پر اس ملک میں کوئی آپ کو وسائل تقسیم نہیں کریں گے ہماری ٹوٹل گیس جو ہے این ایف سی میں وہ بھی گیس کے اوپر ڈیفینڈ کر رہا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ گیس کا جو پارائز ڈیلفرنس مارجن margin ہے وہ ہم کو دیا جائے یعنی کہ کوئی تین ارب روپے ساڑھے تین Price diffrent ارب، تین ارب ساڑھے چار ارب تو وہ دے رہے تھے بھایا ہم نے کہا کہ جو بارہ ارب کا فرق ہے وہ بھی ہم کو دیا جائے کیونکہ ہماری گیس سے ہم دوسرے صوبوں کے گیس کو Subsidized نہیں کریں گے لہیک ہے ملک کے لئے Planned کوئی Subsidy Well ہے اس پر آج ہمارا وس بھی نہیں چلتا ہے نہ ہماری اتنی طاقت ہے کہ اس کو ہم روک لیں لیکن جو کہ اس سے ہونے والی آمدی وہ آپ اٹھا کر کے سب میں تقسیم کر دیتے ہیں یعنی کہ ہمارا کلیم بھی ہے چونکہ ہم سستی گیس پروڈیوسر کرتے ہیں 14 روپے تو رہت کیوںک فٹ کے حساب سے ابھی نیا رہت جو ہے 80 روپے تو رہت کیوںک فٹ کے حساب سے چل رہا ہے اس کا جو ڈیلفرنس بنتا ہے وہ کوئی ساڑھے پدرہ

ارب روپے بتا ہے اس کی ٹوٹی قیمت یہ ہم کو دی جائے یہ ہمارا کیس ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں دوسرے صوبوں نے ہمارے ساتھ تسلیم کر لیا ہے آج انہوں نے کچھ نیچے دی کل کچھ کئے گی کہ نہیں میں تیرہ روپے میں نہیں پہنچتا ہوں میں اس کو 80 روپے پہنچتا ہوں تم سندھ کا 80 روپے میں پہنچتے ہو اس کا ریٹ ہو گا کیونکہ اس کا مالک ہے 62 پرسنٹ شیز رہا شوانی صاحب نے خرید لئے ہیں ایک ہمارے دوسرے میران کے ساتھ مل کر وہ کر سکتا ہے کل نجیک ہے ایک آتا ہے پرانا مقینزم Price mechanism کا وہ ان کے ہاتھ میں ہے مقینزم یہ فارمولہ جو وہ چیخ کر دیں گے۔ کسی ریٹ پران کو اختیار دیا ہوا ہے اس میں کہ اگر وہ بیچیں تو ہم کو کیا ملے گا ہم تو ہوا میں لٹک گئے کسی کے بھی نہیں رہے۔

نہ گیس ڈولپمنٹ سرچارج رہ گیا نہ اس پر کوئی دوسرا آمدی رہ گیا جس کے اوپر اکانوی Depend کرتی ہے بلکہ سوچنا بھی اس کے اوپر ہے آج تو ہم کو کچھ بھی نہیں مل رہا ہے لیکن ہمیں امید ہے کہ چونکہ صوبوں نے ہمارے ساتھ تسلیم کیا ہوا ہے کہ گیس کے اوپر آپ کا یہ حق جو ہے یا گیس کے اوپر آپ کا جو یہ amount ہے۔ 12 ارب کا فرق یہ آپ کا حق بتا ہے دستخط دیا ہوا ہے۔ ہم کو ہمارے ساتھ وہ دستخط موجود ہیں کل ان دستخطوں کا ہم کیا کریں گے کہ اگر کچھ کو کسی کے اوپر نیچے دیا لذایہ انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے اس کو ہم اس طرح ایزی نہیں لے سکتے ہیں کسی کو اپنا حق نہیں نیچے سکتے ہیں بلوچستان کے عوام یا بلوچستان کی حکومتیں تو آنی جانی چیز ہے آج کل دوڑھائی سال بعد جو انکیعنی ہو رہے ہیں شاید چھ آٹھ میں اور لوگ چل جائیں یا نہیں چل جائیں وہ بھی کنفرم Confirm نہیں ہے لیکن اس بلوچستان میں تو ساری زندگی رہنا ہے ہمارے بعد جو حکومت آئے گی ان کی حکومت بھی اسی سے چلے گی بلوچستان کی مثال یہ ہے کہ حکومتیں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں یا اسمبلیاں بھی ان کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں کیونکہ اب واحد ہمارا ذریعہ یہ ہے کہ اس کے اوپر سب سے بڑا آبجکشن

یہ ہے کہ اگر آپ نے بیچنا بھی ہے چلو آپ بیچتے ہیں لیکن مالک کے ساتھ Objection مشورہ کر لیں مالک کو بلا کر اعتماد میں لے لیں کہ میں یہ بیچ رہا ہوں ابھی خریدار اتنا طاقتور ہے کہ بلوچستان اسمبلی نے قرار داد پاس کر دی اس کو کچھے کے ڈبے میں انہوں نے ڈال دیا خریدار ہاشمی صاحب۔ پریزیڈنٹ صاحب نے تین لیٹر لکھے دوبارہ اس کا نوش لیا کہ Problem نہیں ہے۔ ڈرانسپرنٹ Transparent نہیں ہے ان لیٹروں کو انہوں نے کچھے کے ڈبے میں ڈال دیئے کیا خیال ہے کہ یہ جب آج اتنا طاقتور ہے کہ مالک سے نہیں پوچھتا ہے خریدتا ہے وہ مملکت کا جو سربراہ ہے اس کی بات کو نہیں سنتا ہے تو کل دوچار شیجز ان کے ساتھ بیٹھیں گے دوپنالا کریہ گیس کے پرائس Price بھی اور کروادیں گے اور بلوچستان حکومت کمیں کی بھی نہیں رہ جائے گی لہذا یہ ہمارا حق بتا ہے جیسا حق ٹھکاف ہوتا ہے اس کے اوپر بھی ہمارا حق ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا Deal ہو رہا ہے وہ پہلے ہمارے ساتھ ہی ڈیل کریں یہ نہیں ہے کہ کوئی Lacuna رہ گیا اس وقت پراؤنسیز Provinces نہیں تھے انہوں نے کمپنی فارم کی لہذا آج وہ کمپنی اپنا شیزرز روی کمپنی کو بیچ رہے ہیں یہ بات نہیں ہے یہ ہمارا حق ہے اس کے اوپر ہم نے اس سے زیادہ آفردی کل ہمارے کمپنی نے جو فیصلہ کیا کہ چلو جو کچھ بھی ہے ہمارا ہے غلطی سے کمپنی کے پاس چلا گیا انہوں نے اس وقت انویسٹ Invest کیا ہوا گا تھیک ہے ان کی انویسٹment Investment کو بھی ہم تسلیم کرتے ہیں دنیا میں ایک قارموں ہوتا ہے انویسٹment تسلیم کیا جاتا ہے اس کے ساتھ رہتا ہے ہم لوگوں نے اعتراض نہیں کیا پہلے بھی قرار دادیں پیش کیں اگر وہ بیچتا ہے تو پلا حق ہمارا بتا ہے ہم پیٹ پر پتھر رکھنے کے لئے تیار ہیں ہم لوگوں کی تنخوا ہیں بند کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس روزی سے ہم دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں حکومت بلوچستان نے یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ پریزیڈنٹ کو لکھ دیا کہ آپ انٹرویں Intervene کریں اور ہمارا یہ حق ہمیں دلا دیں ہم اپنا چیز خریدنے کے لئے تیار ہیں اس کے پیے دینے کے لئے تیار ہیں

جہر سے بھی ہم لوگ لائیں چاہئے ہم پیکوں سے قرض لیں چاہئے ہم وہ کریں چاہئے ہم یہ کریں تو اس وقت بات یہ ہے کہ ہم نے ایک اسٹار ٹیگی Starataggy دی آج پھر پر یونیورسٹی صاحب مرطہ وار ہم چلا کیں گے کل کابینہ نے اپرول Approve دی آج پھر پر یونیورسٹی کو کوئی بلوچستانی بلوچستان کے حق سے انکار نہیں کر سکتا انشاء اللہ یہ قرارداد جو پاس ہو جائے گی اس میں ایک افسوس تو یہ ہوتا ہے کہ جو ہمارے فیڈریشن کے ادھر نمائندے ہیں یا ان کی ڈائریکٹ جماعت جو ہے پیپلز پارٹی آج اتنی اہمیت کی والی ہمیشہ Violation پر جب وسکن ہو رہی ہے تو وہ اس وقت ایوان میں ہی نہیں آئے ہیں بعد میں پھر جب چپن بنتے ہیں جمیعت کے چپن بنتے ہیں بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے چپن یہ بنتے ہیں۔ لیکن اتنی اہم یعنی کہ ہمارا گمراہ رہا ہے اس کو فکر رہی نہیں ہے خواب خروش میں جلا ہیں اس وقت ان کو بھی چاہئے تھا کیونکہ یہ پڑھنے نہیں یہ حکومتیں رہیں گے بھی چھ آٹھ میئنے چار میئنے بعد ہو ہے یہ حکومتیں چلی جائیں گی ہمارا پھر دوسرا پڑھنے ان کی حکومت بنے سردار صاحب وزیر اعلیٰ بنے کوئی اور وزیر اعلیٰ بنے اس کی حکومت بنا کیں یہ کسی کا ٹھیک نہیں کہ لے کر آتا ہے کہ آج ہم وزیر ہیں کل ہم رہیں گے کل ہم آٹھ سا بیڑ آف ہنجز بھی ہو سکتے ہیں تو اس وجہ سے ہم سب کا یہ فرض بتا ہے کہ ہم اپنے حق کو حاصل کر لیں ان کے لئے ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دی ہیں اس زمانے میں جو اسیبلی یا Voice کا کوئی نہیں تھا تو بندوقیں المار ہے ہیں گورنمنٹ کے ذریعے سے ایک آواز اخبار ہے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کو کیا حرج ہو گا پہلے تو یہ کہتے تھے کہ وہ کہنی اپنا شیر پیچ رہی ہے اس کہنی پر نہیں اتنی ذمہ داری ہے فیڈرل گورنمنٹ جن کو اپرول Approve کرنا ہوتا ہے اس کے بعد یہ پیچ کہتے ہیں ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے وہ بیچتے ہیں تو ہم خریدنے کے لئے تیار ہیں لہذا میری ایوان سے بھی یہ ریکوئیٹ سریالی کے سیسیلی کنسولڈ سریالی Request کریں اور آگے

کے لئے بھی مراحل بنا سیں کہ اس قرارداد سے یہ مسئلہ اگر حل نہیں ہوا آگے ہم کیا کریں گے اسلام آباد جا کر اور درہ نہادے کر بیٹھتے ہیں کہ اس وقت تک ہم بلوچستان نہیں جائیں گے جب تک ہم اپنا حق حاصل نہیں کریں پریزیڈنٹ President صاحب کے ذریعے جو کہ میں سمجھتا ہوں آج کل انہوں نے کچھ بہتر رول اختیار بھی کیا ہے پریزیڈنٹ صاحب کے ہاں جا کر بیٹھتے ہیں کہ بھی آپ ہمارا یہ حق دلائیں بیٹھل اسلی سیٹ میں آواز اٹھاتے ہیں کہ بھی بلوچستان کا حق ایک پرائیویٹ فرم کو نہ بیجا جائے یعنی کہ ہم وہی پسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے بھی بھی جس ٹرمز پر وہ دیتے ہیں اس کے آگے ٹرمز Terms پر ہم کو گائیں پانچ پر منٹ ہم سے زیادہ لے لیں لیکن خدارا اس ڈیل deal کو یا اس گیس کو کسی پرائیویٹ کمپنی کو نہ بیجا جائے جو کہ بلوچستان کا برائیت ایڈ بیسٹ Bright and better بھی ہے بلوچستان کا مستقبل بھی ہے ملک اس ملک کا مستقبل ہے میں یہ سمجھتا ہوں آپ کے جو اس ملک میں کارخانے چل رہے ہیں ایس گیس سے چل رہے ہیں لوگوں کے گھروں کے چولے چل رہے ہیں وہ اسی گیس سے چل رہے ہیں۔ آپ کے یوریا کھاد جو پیدا ہو رہی ہے اسی گیس سے پیدا ہو رہی ہے ان پت In کے ذریعے اور رامیڑل Raw Matarial کے ذریعے بھی۔ دونوں اس وقت ملک چل رہا ہے اسی سے اگر ملک بیچ دیا تو کچھ بھی نہیں رہے گا میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کس طرح طاقت در ہے کمپنی نے سب کچھ دیکھتے ہوئے ہماری آنکھوں پر پٹی پاندھ دی ہے کہ ہم کو یہ سب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ہے یہ ڈیل اگر فائل ہو گی تو یہ ملک کے لئے بڑا الارم ہو گا تو میری یہ رکونیسٹ Request ہو گی کہ ہم اس سے آگے بھی سوچنی نہ صرف اس قرارداد کے ذریعے پریزیڈنٹ صاحب سے اور فیڈرل حکومت کو رکونیسٹ Request کریں کے Interview کر کے واپس اس ڈیل کو روکاوے۔ فیڈرل حکومت تو اس میں شامل ہے پریزیڈنٹ صاحب کو اگر کلیر Clear کہا جائے پر پریزیڈنٹ صاحب بھی ایسی شخصیت رہ جاتے ہیں جن کو ہم رکونیسٹ کر سکتے

ہیں اور انہا حق مانگ سکتے ہیں آخرين میں یہ کوں گا کہ اگر اس قرارداد کے ذریعے ہم کو حق نہ ملا تو ہم نے اس سے بہت آگے جانا ہو گا یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے تھیک ہے اس یونگ ایج Young Age میں ہمیں خدا نے منتخب کر لیا لیکن ذمہ داری دوسرے ملکوں پر اس کی ذمہ داری آتی ہے آج ہماری یہ ایج ہے ہم نے اسی ایج کا کروار ادا کر رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو اسلام آباد میں بیٹھ جاتا چاہئے میں تو کہتا ہوں ہمیں جیلوں میں ڈالیں ماریں جو کچھ بھی کرتے ہیں یا پھر ہمارا حق ہم کو دیں تاکہ ہم اس صوبے اور حکوم کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔ ہم گیری۔

جناب اسپیکر : Thank You

جعفر صاحب کوئی اور صاحب جو اس قرارداد پر بولنا چاہیں؟

مسٹر کچکوں علی بلوچ ایڈ ووکیٹ : (وزیر) جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے سائل پر ہم لوگ اور یہ اسمبلی اتفاق سے اور عوام کے جو ہم ماؤنٹ پیس ہیں یا آواز ہیں لیکن روز بروز ہمارے سائل کم ہونے کی بجائے زیادہ ہوتے چلے آ رہے ہیں اور اس سلسلے میں جیسا کہ جعفر صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان اسمبلی کے ارکان چاہے حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں ہوں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس صوبے کے امین ہیں تو میں صرف یہ کوں گا جیسا کہ بابت صاحب نے بھی کہا کہ سردار اختر صاحب نے بھی کہا تھا کہ یہاں کچھ ایسے ادارے ہیں ہر چند کہ ہم کو ووٹ غیر بوج لوگ ہی دیتے ہیں لیکن جو ہلکی کا بورڈ ہے ان میں کو فکس کرنے والے پاکستان میں اور ہوتے ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آئے گا کہ پاکستان کے عوام ہمیں یہ کہیں کہ بھائی ووٹ ہم لوگ آپ لوگوں کو دیتے ہیں لیکن جو ادارے ہیں نکالنے والے اور بٹھانے والے وہ کون ہوتے ہیں اس کا آپ ہمیں جواب دیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان جو ایک وفاقی مملکت ہے اور یہاں جو عوام نے جمودیت کی خاطر جو صوبائی عوام نے انہوں نے صوبائی اسمبلی کے وجود کی خاطر جو کوششیں کی ہیں ان کی محنتوں کی بدولت ہاہے وہ

زد اوری کی ٹھکل میں چاہے وہ مندو خیل کی ٹھکل میں ہو چاہے وہ میری ٹھکل میں ہو یہ سارے ہے جو ہون بنت عوام کے ہیں لیکن انہی عوام کے نہادوں نے جو ایک سسٹم بنایا ہے لور آئین کے تحت جو اس سسٹم کو چنان چاہئے تاہنوز وہ سسٹم یا آئین ہر چند کہ وفاقی ہے لیکن جو بھی پارٹی یا بھی آدمی یا شخص اقدار میں آجائے وہ اس مملکت کو جو وفاقی ہے وفاقی حکومت کی جو روح ہے پرست ہے اس کے مطابق ہے اس کو نہیں چلا رہا ہصورت دیگر یہ ساری الجھنیں نہیں پیدا ہوئیں میں جناب والا آپ کی خدمت میں کل کے ڈان میں جو ایک آرٹیکل اے بی جعفری نے لکھا ہے state in Stitution اس پر اس نے ہر چند کہ پاکستان میں انتظامیہ کی بالادستی اور متفقہ کی نالانقی یا اس کی بے بھی پر تبصرہ کیا ہے لیکن اس میں جو متعلقہ پورشن ہے جو آئین سے متعلقہ ہے وفاق اور صوبوں کے درمیان جو رکنیشیں ہیں یا ان کے حقوق ہیں ان کے تعین کرنے سلسلے میں جو ہمارے آئین کی سائنس فہریں تو 280 اس کے آرٹیکل ہیں اور دو اہم ادارے ہیں این ایف سی ہے اور سی سی آئی ہے اس بارے میں اس نے تذکرہ کیا ہے اور میں اس کو پڑھ لوں اور یہ پر اپرٹی اسیبلی کی ہو۔

جناب اسپیکر : یہ کوئی قانون نہیں ہے آپ اس کو پڑھ لیں۔

مسٹر چکول علی بلوج : اس نے جو اخبار میں اپنے دیور زدیے ہیں اس نے اخبار میں یہ تحریر کیا ہے کہ ہر چند کہ این ایف سی کے جو رکنیشیں ہیں تین صوبوں کا اس پر اتفاق ہے لیکن اس کے باوجود ایک صوبہ من مانی کر رہا ہے اور اس نے آیک وارڈ Word Ack الفاظ استعمال کیا ہے جو این ایف سی کا ایوارڈ ہے اس کی اہمیت اور افادت تاہنوز کوئی نہیں ہے اس کے بعد اس نے سی سی آئی پر دسکشن کیا ہے کہ سی سی آئی اس وقت جب وفاق اور اکائیوں کے درمیان تعاون ہو گا جیسا کہ میں نے کہا تھا ہمارے دو ممبر صاحبان نے کہا تھا کہ یہاں پرے فیصلے کون کرے گا وہ ادارے کر لیں گے جو ایشیت کے آرگن بھی نہیں ایشیت

کے آرگن متفقہ ہے انتظامیہ ہے عدیلہ ہے۔

آرگن کی حیثیت اسی ہے جیسے جسم میں روح ہے وہ تن ہیں لیکن پاکستان میں بیان آرگن کی نسبت انگلی کی اہمیت زیادہ ہے اور وہی انگلی سے جتنے آرگن ہیں اسی انگلی سے آرگن کو چلا رہے ہیں ایک جرنلٹ ہے اس نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے میزان کا نام ہے۔ ”کیا پاکستان ٹوٹے گا؟“ اس نے پاکستان کے جتنے یہ تینوں آرگن ہے۔ جو ڈیشی ہو متفقہ ہو کبھی بے نظیر کو بخدا دیتے ہیں کبھی اس کو سزا دیتے ہیں کبھی لندن سے بلا لیتے ہیں کہ آجاؤ آپ کو وزیر اعظم بنا دیں گے کبھی نواز شریف کو کہتے ہیں کہ بھائی اپنی چالیں کچھ تمحیک کریں۔ تب تو پھر آپ کی امید کی کر نہیں ہوں گی۔ اگر بصورت دیگر اس طرح چلیں گے تو یہ اقتدار اعلیٰ آپ کے لئے نہیں ہے۔ اگر ہم دنیا میں دیکھ لیں۔ مساوائے پاکستان کے بغلہ دیش جو ہم لوگوں سے مغلوک الحال تھا اور اس ملک کا ایک حصہ بھی تھا حال ہی میں وہاں کے باشمور عوام نے وہاں کے باشمور اور ملازمین نے جمورویت کی خاطر ایک ایسا فیصلہ کرایا جو ہم لوگوں کے لئے بھی قابل تقدیر ہے۔ ہم لوگ روز بروز کیس اس منحوس چکر میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ کہ اس کا لکنا ہمارے لئے دن بدن مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر : میں اس قرارداد کے اصل متن کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا ہمارے دوسرے دوستوں نے کہا تھا کہ بلوچستان کی زیست اور موت یہی گیس ہی ہے۔ جو ہم لوگوں کا بجٹ چاہے وہ ترقیاتی ہو یا غیر ترقیاتی ہو وہی سرجارج اور Ro-yality سے ملتا ہے ہم لوگ اپنا بجٹ بنارہے ہیں اگر کسی نے بغیر بلوچستان کے مٹا کے بغیر ہمارے مخورہ کے دیا۔ جب بی اینڈ آر میں کوئی ٹینڈر کر لیں گے۔ لیکن اس پرے پونٹ کی وہ کیسے بغیر صوبے کی اجازت کے ٹینڈر کر لیں گے۔ یہ بھی نہیں وہ تو صرف ایک مخصوص گروپ کو دے رہے ہیں۔ اس کا ٹینڈر کر لیں۔ شاید اس سے بہتر کوئی اور فرم آجائے۔ جیسا کہ ہم لوگوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ ہم لوگ خود لیں۔ اور ہم اس کے مالک بھی ہیں۔ وہ بلوچستان میں دریافت کئے گئے ہیں۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ دہی یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اور وفاقی حکومتوں کے درمیان کو آرڈینیشن ہونا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کے پارٹنر ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہر لحاظ سے یہ ہماری ملکیت ہے وفاق اور صوبوں کی ذمہ دہی کر لیں۔ ان کا ایک رشتہ یہ پارٹنر شپ کا۔ جیسا کہ منہ خیل نے فرمایا چاہے آپ کو انکش لاء میں لیں چاہے آپ ان کو محملن لاء میں لیں۔ محملن لاء میں یہ ہے کہ جو بھی چیز فروخت کرنا ہو تو پسلے آپ اس کے ہمائے یا پارٹنر کو پوچھنا چاہئے یہ بالکل قانون ہے اس وقت پاکستان میں جتنے قوانین ہیں اور روزانہ یہ بھی مطالبہ ہو رہا ہے کہ جتنے لاء ہیں وہ اسلامی ہونے چاہئیں۔ ابھی جو اسلام کا لاء ہے وہ حق شغہ کا بھی لاء ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہر لحاظ سے مالک ہونے کی حیثیت سے ہم اس کے پارٹنر اور شریک ہیں ہم لوگ یہ حقوق حفظ رکھتے ہیں کہ شیزز ہمیں پہنچ دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب کی بخش میئنگ میں یہ طفیع ہوا تھا کہ اس کے لئے پالیسی ہو اور پاکستانی کے جو اختلافات ہیں مالی۔ اس کے لئے میں یہ کہتا ہوں کہ سی سی آئی کا بلا ناگزیر ہو چکا ہے سی سی آئی کو

کیوں نہیں بلاتے ہیں اس کے بلا نے کی باری ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ اس کو نہ بلا سیں یہ کوئی معاملہ نہیں ہے۔ اگر یہ آئینی مسئلہ ہے تو آئینی طریقے سے حل کیوں نہیں کرتے جو مسئلے آئین کے طور پر حل ہوں گے میرے خیال میں بتیریہ ہے کہ اگر آپ کی جو نیڈرل Legislativ List ہے اس کے ایتم ٹو میں جب آنکل اور گیس کا ایشو ہو گا۔ اس کی رقم فروخت آپ سی سی آئی کے تحت مقرر کریں گے۔ اس طرح اگر صوبے اور وفاق کے درمیان کوئی تنازعہ کھڑا ہو گا اس کے لئے صدر صاحب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سی سی آئی کی میٹنگ طلب کرے اور سارے صوبوں کے وزیر اعلیٰ اور پرائم مینٹر کو بخادیں جو اس کا اپنا ایک سٹم ہے اور اس کے تحت تمام تنازعہ مسئللوں کو خوش اسلوبی سے حل کریں یہ ادارے جو ہیں بالکل کام کے بغیر پڑے ہوئے ہیں۔ جتنی الجھنیں ہیں ان کو حل کیا جائے جیسا کہ ہمارے دوستوں نے کہا تھا کہ قراردادوں سے کچھ نہیں ہو گا۔ اگر قراردادوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے تو آئین کے تحت جو مقرر ادارے ہیں ان کی تعزت اور احترام ہونی چاہئے اور اس کے تحت سمجھانا چاہئے۔ میں منحصر طور پر یہ کہتا ہوں کہ یہ جو مسئلے ہیں بلوچستان کے چاہے یہ گیس کے سلسلے میں منصوبہ بندی کے سلسلے میں چاہے پانی کی ترقی میں تو سی سی آئی کی میٹنگ طلب کرنا وقت کا تقاضا ہے اور وفاق کی بھلانی میں بھی ہے۔

جناب اسپیکر : شکریہ کچوں صاحب کے بعد عبید اللہ بابت صاحب

Ubaidullah Khan Babit : (وزیر) جناب والا میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کروں گا یہ جو مسئلہ ہے اور یہ مشترکہ قرارداد ہے جناب پہلے ہمارے ساتھیوں نے کہ دیا ہے کہ ہمارے صوبے کے ساتھ ہمیشہ زیادتی روا رکھی گئی ہے اور اس میں جو یہ گیس کمیٹی کے حصہ بھی رہے ہیں اصل میں مشترکہ مفاہمات کے کونسل میں کوئی فیصلہ ہونا چاہئے۔ یہ جو ادارہ ہے جس کے ممبر چاروں صوبوں کے وزیر اعلیٰ ہے اور اس میں جس کا اجلاس صدر پاکستان طلب کرتے ہیں چیزیں کوئی اس کا وفاقی وزیر ہو گا۔ دراصل یہ

جو لوگ ہیں یا جس کے لئے یہ کمپنی مقرر کرتے ہیں یہ ان کے اختیار میں نہیں ہے اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ آئین کے تحت ان کا حق بھی نہیں بتا ہے کہ وہ جا کر عوام کی جانبیاد کے عوام کے اہانتے کو پیچ ڈالیں۔ آئین کے آرٹیکل 153 کے تحت گیس کے حص ہیں۔

جناب اسپیکر : کیا پیچ رہے ہیں کس کو پیچ رہے ہیں بابت صاحب؟

مشریع بید اللہ جان بابت : (وزیر) یہ سوئی گیس کے حص اور یہ پیچ رہے ہیں یہ ہمارے صوبے کی گیس کے کمپنی کے حص کسی اور کمپنی کو دے رہے ہیں جس میں ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ حکومت سے بھی نہیں پوچھا گیا ہے اور سی سی آئی کا ہمارے صوبے کا وزیر اعلیٰ اس کا ممبر ہے۔ یہ قانون کی رو سے نہیں کر سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ حص سوئی گیس کے حصے پیچ رہے ہیں مرکزی حکومت کی کامیابی یا کوئی اور اس کو پیچ رہے ہیں ہم اپنے صونگپے کے آئینی حق کو استعمال کرتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ سوئی گیس کے حص کو نہ پہنچا جائے اس قرارداد پر ہمارے ساتھیوں نے ہم نے جیسا کہ کہا ہے ہم اس کو خود خرید لیں۔ کہ پسلے اس کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ آیا اس کو پیچ بھی سکتے ہیں ان کو یہ حق پہنچتا ہے میں اس خرید فروخت کا سرے سے مخالف ہوں گا اس کو نہ پہنچا جائے یہ جو حصے ہیں ہم خود خریدیں اور اس صوبے کے منتخب وزیر اعلیٰ سے پوچھا جائے اور اس کے لئے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ آئندہ اس حکم کے جو بھی فیصلے ہوں وہ اس ملک میں جس چیز کو پرائیویٹ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پوچھ لیں گے یا گیس کو کس چیز کو نہیں فروخت کر سکتے ہیں۔ جب تک مشترکہ کونسل سے نہ پوچھ لیا جائے۔

جناب والا! آئین کی کتاب آرٹیکل 217 میں لکھا ہے اس میں لکھا ہے کہ معدنی گیس قدرتی گیس اور وہ مادے آتش گیر مادے جو وفاقي قانون کے تحت ان پر اطلاق ہوتا ہے اس میں کارپوریشنوں کا بھی دیا یعنی کوئی کارپوریشن یا کوئی صنعتی ادارہ مشترکہ مفادوں کی کونسل کی اجازت کے بغیر وہ نہیں پیچ سکتے ہیں۔ یعنی جو اس ملک کی

کارپوریشن ہیں اس میں مشترکہ مفادات کی کوئی نسل کی رائے شامل ہونی چاہئے۔ آج کل یہ جو عام رجحان شروع ہوا ہے کہ ہر چیز کو بچ دو۔ تعلیمی ادارے پر ایجاد کر رہے ہیں واپس اکوہ بچ رہے ہیں گیس پر اس صوبے کا انحصار ہے اس کو بھی بچ رہے ہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس کا تو ان کا بالکل رائینٹ نہیں ہے کہ وہ یہ فروخت کریں جب تک وہ مشترکہ مفادات کی کوئی نسل سے اجازت نہ لے لیں۔ شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر : شکریہ کوئی اور معزز رکن۔

حاجی لشکری خان رئیسانی : جناب والا بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے ایک اندازے کے مطابق پاکستان کا 43 فیصد ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب سے بیک ورد Word Back ہے بلوچستان کی آبادی بہت مختصری ہے۔ اور زیر کثروں بھی ہے تھوڑی سی کوشش کی جائے تو وہ مختلف حوالوں سے مالی طور پر معلم ہو سکتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے اس بڑے صوبے کو کسی بھی حوالے سے کبھی بھی ترجیح نہیں دی گئی ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ پاکستان کی مالی پوزیشن پاکستان ہی کے ذریعے درست ہو سکتی ہے گیس 66 فیصد ہم بلوچستان سے پاکستان کو سپاٹی کرتے ہیں۔ پاکستان کے اس عظیم صوبے میں ایک بڑی ساطھی پڑی ہے جو دوسو میل کے لگ بھگ ہے لیکن کوئی بھی یہاں بڑا منصوبہ نہیں ہے سندک پروجیکٹ شروع کیا گیا لیکن اب وہ بھی بند پڑا ہے اس پر بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے اس میں کوئی خاص طبقہ جن کے مفادات کسی اور چیز سے وابستہ ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان ہمیشہ چنگاں کا مقام رہے آپ دیکھیں کہ سب کو تو بنایا گیا ہے اور بڑی تیزی سے وہاں کام ہوا ہے ہمیں کوئی بھلی بھی بلوچستان کو نہیں مل رہی ہے کیونکہ ان کے پاس زمین نہیں تھی پروجیکٹ تو یہاں بنایا لیکن بھلی واپس سندھ کو دی جا رہی ہے اگر آپ دیکھیں تو گواہی پورٹ کو انہوں نے اتواء میں رکھ دیا اس کے لئے کوئی بھی کوشش مرکز کی طرف سے نہیں ہو رہی ہے لیکن اس کے مقابلے میں کے قابلے میں کے قابلے میں کوئی بند بنایا گیا جو ایک

فیزیل پروجیکٹ نہیں ہے۔ پورٹ قاسم بھی بنایا گیا ہے جو کہ مالی طور پر یہ فریبیل پورٹ نہیں ہے وہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان ہمیشہ محتاج رہے اب ہمارا بڑا وسیلہ گیس کا ہے اور مرکزی حکومت چاہتی ہے کہ اب وہ اسے کسی اور کے ہاتھ میں فروخت کرے اور ہم گیس کے حوالے سے بھی اوروں کے محتاج ہوں۔ جناب اسپیکر آج یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے جو ہمارے ساتھیوں کی طرف سے پیش کی گئی ہے میں اس کی مکمل طور پر حمایت کرتا ہوں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ صوبائی حکومت اسے خریدے اور مرکز کو چاہئے کہ وہ ہمارے ساتھ پیش کر لے کرے جن شرائط پر پایہ بیٹ کمپنی اس کو خرید رہی ہے وہ ہم پر اسی قیمت میں فروخت کرے۔

جناب اسپیکر : شکریہ مولانا عبدالباری

مولانا عبدالباری : جناب قرارداد کی تو ہم حمایت کرتے ہیں جس طرح اس کے ہارے میں ہم نے پہلے بھی قرارداد پیش کی تھی اور پھر دوسرے دن مرکزی حکومت کا اور گیس کمپنی کی طرف سے وضاحت آئی کہ ہم نے اس کو فروخت کرنے کا فیصلہ نہیں کیا ہے اس وقت بھی ہم لوگوں نے اقتصادی رابطہ کمپنی کا حوالہ دیا تھا کہ انہوں نے باقاعدہ فیصلہ کیا ہے اور جو ہمارے جعفری صاحب جو ہمارے وزیر اعظم کے اقتصادیات کے مشیر بھی ہیں وزیر اعظم بھٹو صاحبہ کا۔

انہوں نے باقاعدہ بیان بھی دیا تھا اور انہوں نے نشان وہی بھی کی تھی کہ ہم لوگوں نے مخالفت کی ہے تو جناب اسپیکر وقت بھی کم ہے اور نماز کا وقفہ بھی ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے سے جتنی معدنیات لٹکتی ہیں۔ خاص کر گیس جو اللہ تعالیٰ کا ایک خاص حشم کا عطا یہ ہے تو ہمارے منشور کے حوالے سے اور پارٹی کے منشور کے حوالے سے یہ ہے کہ جتنی معدنیات ہے اس کا جو مالک ہے وہ صوبائی حکومت ہے اس کا حقیقی مالک وہ صوبہ تصور کیا جاتا ہے لیکن اس حوالے سے باہت صاحب جو اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتے تھے وہ اقتصادی رابطہ کمپنی کا حوالہ دے رہے تھے

دوسری بات یہ ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اس قرارداد کو پیش کیا ہے اور دوسری طرف وہ اس میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اضافہ ہم قرارداد کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ ہماری پارٹی کا بھی منثور ہے ہم حمایت کرنا چاہتے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

مُسْطَر سعید احمد ہاشمی : (وزیر) جناب ریکارڈ درست کرنے کے لئے انہوں نے جو فرمایا ہے کہ تمام معدنیات صوبے کی ملکیت ہوتے ہیں ہم اگر ۷۳ء کے آئین کو دیکھیں وہاں کیس اور کمی ایسی معدنیات اور ایسی بائی ایکٹوں میں جس سے یوریٹم وغیرہ بنتے ہیں یہ ۷۳ء کے آئین میں مرکز کی ملکیت تھے مرکز اس کو کنٹرول کرتا ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب آپ ۷۳ء کے آئین کو درست کریں ہمارے ریکارڈ کو درست نہ کریں۔ من چی گوئیم دھنورہ من چہ می سازو جناب نماز کا وقفہ ہونا چاہئے۔ جب سے ۱۹۷۰ء سے یہ اسمبلی بنائی ہے تو نماز کا وقفہ ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ : (وزیر) جناب سب کی متفقہ رائے ہے اور سب اس کو منظور کرتے ہیں۔ اور تائید کرتے ہیں جو یہ قرارداد پیش ہوئی ہے سب اسی کی تائید کرتے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب والا ہم بھی اپنی پارٹی کی طرف سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور مسئلہ یہ آتا ہے کہ اس کو خریدے گا کون بلوچستان حکومت بلوچستان حکومت پہلے سے رونا رو رہی ہے کہ اس کو خریدے گی کیسے؟ ہیں وسائل یا بلوچستان کا یا کوئی نائیکون ہی خودے گا اس کو۔ جناب اپنیکر اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف یہ پاکستان پیشوں لیم کا مسئلہ ہے اور اس کے بعد سیندھ کا مسئلہ بھی آگئے گا اور اس میں بھی فتنہ ملنے کی وجہ سے مرکزی حکومت یا ان شخصیات کی کوشش یہ ہے کہ وہ بھی لہیس ہو جائے اور اس کے لئے بھی آشن ہو اور جو اس کے لئے آج جو آسرا لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کو

خریدیں اور اپنی بولیاں دیں مگر جیت کی بات یہ ہوئی کہ جناب اسپیکر جو زیادتیاں ہم پہنچ پارنی کی مانتے ہیں مگر ایک اچھائی اس کی آج ہم مانے کے لئے تیار ہیں کہ مسلم لیک کو بھی انہوں نے قوم پرست بنادیا ہے۔ (قہقهہ) شیخ جعفر خان مندو خیل کی تقریر یہاں جو نیشنلٹ پارٹیاں بیٹھی ہیں ان سے بھی تنز تھی یہ داد میں پہنچ پارنی کو دینا ہوں۔

جناب اسپیکر : ہنگریہ سردار صاحب۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی : سردار صاحب نے ہمارے دلوں میں جھانک کرنیں دیکھا ہے دلوں میں جھانک کر دیکھیں تو شاید انہیں قوم پرستی کے حوالے سے کافی روشنیاں نظر آئیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر) جناب میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں پہلے بھی ہم نے کافی قرار دادیں پیش کی ہیں ان کا کوئی نتیجہ نہیں لکھا ہے یہ قرار داد بھی ہم پاس کر لیں گے اس کا کوئی نتیجہ نکلے گا یا نہیا ہو گا اس کے لئے میں اپنے ساتھیوں سے کوئی گاہکہ باہر بھی پیش کر اس مسئلے پر بیٹھ کر دسکش کر لیں اور ایک لائجہ عمل طے کر لیں اگر مرکز ہمارے مطالبات نہیں ملتا ہے اور اگر مرکز ہٹ دھری پر اتر آتا ہے یہ جو لپی لپی ایل کے شیئرز ہیں۔ وہ بست سنتے داموں دیئے ہیں لپی لپی ایل کے شیئرز ہیں جس کمپنی کو بھی دیئے ہیں اس کے لئے انہوں نے کچھ دینے کی بھی کی ہو گی ظاہری ہات ہے۔ تو جب انہوں نے لے دے کی ہو گی ہم تو لے دے نہیں کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے مستقبل کے لئے ہم نے کیا طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔

جناب اسپیکر : یہ اسمبلی قرار داد تو پاس کر سکتی ہے باقی جو آپ باہر کرنا چاہتے ہیں وہ بھی کر سکتے ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری : (وزیر) جناب والا ہم نے تو ہمیشہ یہاں قرار دادیں

پاس کی ہیں اس میں تو عمل نہیں ہوا ہے کوئی شناوی نہیں ہوئی ہے صرف یہاں ہم
قراردادیں پاس کرتے رہتے ہیں۔ باقی کیا ہو گا؟

مولانا عبدالباری : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر
جناب والا یہاں جو قراردادیں پاس ہوتی ہیں اس کا ذمہ دار اس کو پاس کرانے کی ذمہ
دار قائد ایوان ہے۔ تو قائد ایوان کے سامنے ان قراردادوں کا لپنڈہ کسی وقت اٹھا کر
رکھ دیں کیوں اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا ہے۔

سردار شاء اللہ زہری : جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس قرارداد کا
بھی انہی قراردادوں کی طرح حشر بھی ہو گا۔ میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں؟

جناب اسپیکر : وضاحت مجھے کیوں چاہتے رہے ہیں آپ خود اس کے ذمہ
دار ہیں آپ بھی کینٹ کے فشڑیں آپ کا چیف فشڑ بیٹھا ہوا ہے۔ میں تو خاموش
تماشائی ہوں اور بیچج رہا ہوں۔

سردار شاء اللہ زہری : آپ بھی جناب ہاؤس کا حصہ ہیں آپ ہمارے
ساتھ اسلام آباد چلیں آپ ہمارے اسپیکر ہم آپ کو بھی لے جائیں گے اور میرا مقصد
یہ تھا کہ اس قرارداد کا بھی وہی حشر ہو گا جو ہم انی قراردادوں کا ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر : جس کو بھیجا جاتا ہے آپ ان سے پوچھیں کہ وہ اس کا وہ کیا
جواب دیتے ہیں۔

سردار شاء اللہ زہری : جناب آپ اس کے متعلق اپنی کچھ رو لنگ تو دیں
ایک نیشنلٹ کی حیثیت سے آپ رو لنگ تو دے سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے۔
قرارداد منظور ہوئی میری تو یہ رو لنگ ہو گی نواب مگری صاحب آپ بول لیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب میں صرف دو منٹ لوں گا۔

لکھریہ جناب اسکریریہ مسئلہ جو آج اسمبلی میں لایا گیا ہے قرارداد کی صورت میں اس کی تھوڑی سی بحث کل ہم نے اپنی کہنٹ کو دی تھی کہ ایسی سی میں یہ فصلہ کیا گیا ہے کہ 63 فیصد شیز جو برا کیسٹ انسل کے ہیں ان کو فروخت کرنے کی وفاقی حکومت نے ان کو اجازت دے دی ہے۔ اب اس کا تھوڑا بیک گراونڈ دیکھا جائے کیونکہ اگر ہم نے کسی لڑتا بھی ہے تو کسی طریقے سے لڑا جاسکتا ہے ایسے تقریر کر کے اور بحث کر کے ہم کس کے ساتھ نہیں لو سکتے ہیں۔ اس کا بیک گراونڈ یہ ہے کہ براشیل ایک پرائیویٹ فرم ہے جو اس کو چلا رہی تھی جس کے شیز تھے وہ پی پی ایل کے شیز تھے جس کو بیجا جارہا ہے وہ بھی ایک پرائیویٹ فرم ہے تو کل ہم سے پوچھا جائے گا کہ اتنا عرصہ جب ایک پرائیویٹ کمپنی چلا رہی تھی۔ اور اب اس نے شیز کسی اور پرائیویٹ فرم کو بچ رہی ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے اب اس کا جواب تو ہمارے پاس نہیں ہو گا کہ پہلے بھی پرائیویٹ کمپنی تھی اور اب بھی پرائیویٹ کمپنی ہے لیکن اب اس کا تھوڑا سا بیک گراونڈ دیکھا جائے گا۔

1952ء سے سوئی گیس ڈیولپ ہوئے پاکستان میں بلوچستان سے سوئی گیس کی دریافت پہلے ہوئی تھی۔ اس گیس کے بعد سندھ میں بھی اور پنجاب میں بھی گیس دریافت ہوئی لیکن اس سوئی گیس فیلڈ نے اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کا کام دیا۔ اب جتنی اندرسترنی دیکھ رہے ہیں گھر گھر جو لئے دیکھ رہے ہیں فرنٹیشور پلانٹ دیکھ لیں۔ پادر اسٹیشن دیکھ لیں یہ سب اسی گیس سے ہیں۔ بنے ہیں اور آج تک چل رہے ہیں ماٹا کہ پاکستان کی اندرسترنی کو ترقی دینے میں بلوچستان کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور اس کے عوض ہمیں کیا ملا ہے۔ آج شکایات ہیں کہ بھلی پوری نہیں ہے کوئی اور چند شروعوں کے علاوہ کہیں گیس نہیں ہے۔ پہنچنے کا پانی ہمارا نیچے جارہا ہے ہمیں تو اس دریافت سے شاید نقصان ملا ہے۔ فائدہ تو کوئی نظر نہیں آتا ہے اب ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ جناب آپ تو اسے بچ رہے ہیں لمکلی تو شاید ہمارے پاس کوئی کیس نہ ہو یہ تو پہلے بھی

ایک پرائیوئٹ کمپنی چلا رہی تھی اور اب بھی چلا رہی ہے اس میں آپ کو کیا اعتراض ہو رہا ہے ہمارا یہ اعتراض ہو ہے جتاب یہ بتا ہے کہ اس وقت اگر سوئی گیس فیلڈ میں ایک ہزار کیوں فٹ کی قیمت ہے جو 13-14 روپے ہے ہنگاب میں 50-60 روپے اور کمی کی جاری ہے اس کی بیانی وجہ ہے کہ اگر آپ کی گیس کی قیمت 14 روپے ہے پرائیوئٹ کمپنی جو ہے اس کو بڑھا کر پھاٹ رہے کر دیتی ہے تو سارا گیس کا خرچ آپ کے ڈولپمنٹ سرچارج سے لٹکے گا اور جو بلوچستان کو ہر سال سرچارج آتا ہے تو اس میں کی آتی جائے گی۔ اور اگر اگلے سال یہ جو کمپنی خرید رہی ہے وہ بڑھا دیتی ہے وہ اس کی بیگر شیز ہو لڈر ہے وہ اپنی قیمتیں بڑھائے گی۔ تو سارا نقصان بلوچستان کو ہو گا۔

ہم نے جو یہ کیس فیڈرل گورنمنٹ سے اٹھایا ہے کہ یہ جو آپ نجی رہے ہیں اجازت دی ہے کہ ہماشل جو شیز ہو لڈر ہے اس کو اجازت ہے وہ اپنے شیز کسی اور کمپنی کو بیچے۔ تو وہ شیز بلوچستان حکومت کو خریدنے کی اجازت دی جائے اب لہل ٹرم میں دیکھا جائے تو بطور حکومت ہم اس کو خرید بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم 1970ء سے اب تک یہ جو صوبہ نہا ہے ہم 12 ارب کے وفاقی حکومت کے مقروض ہیں جب تک ہمارے اوپر لوں Loan ہے ہم کسی پرائیوئٹ کمپنی سے اٹھل ایکٹریل لوں بھی نہیں لے سکتے ہیں کیسے اس کو خریدیں گے۔ کل ہم شام کو بیٹھے تھے کہ اگر کسی بھی صورت میں ہمیں اجازت مل جائے تو ہم کیسے خریدیں گے لہلکی تو ہم اس کو خرید بھی نہیں سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس بی ڈی اے ہے اٹافوس باؤڈی ہے وہ لوں لے دے سکتی ہے اس کو آگے لایا جاسکا ہے اس میں جیسا کہ انہوں نے سامنے لا کر یہ شیز خریدے ہیں۔ خریدنے والا کوئی اور ہو گا سامنے کس اور کو کیا ہو گا۔ تو ہم نے کہا کہ ہم اگر براہ راست نہیں خرید سکتے ہیں تو ہم بھی کسی اور کو آگے لاتے ہیں۔ البتہ صورت حال جو بننے گی اس میں کشیدگی تو بہت بڑھے گی۔ کیونکہ کل سے جب ہم نے خط لکھے ہیں اور

آج اخباروں میں آیا ہے اور آج یہ قرارداد پاس ہو رہی ہے تو شاید کافی لوگوں کو اسلام آباد میں ناراض کرے گی۔ لیکن ہماری بھی مجبوری ہے اگر کوئی ایسے معاملے پر ناراض ہوتا ہے تو ناراض ہو آج ہماری حکومت اور ہماری اپوزیشن بھی موجود ہے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے اور ہم نے ساری زندگی اس ہاؤس میں نہیں بیٹھنا ہے۔ ہمارے بعد کوئی اور اس ہاؤس میں آئے گا۔ یعنی نسلیں آئیں گی اگر ہم اس چیز کے لئے سزا بھیجنے ہمارے ہوتے ہوئے ایسی اچھی چیز کی اور کے ہاتھ میں چلی جائے اور اس کے ذمہ دار ہم سب جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس چیز کے ذمہ دار ہیں گے۔

اس چیز کے لئے اگر ہم سزا بھیجنیں ایسے ملک کی امپریٹٹ انٹالیش کسی اور کے ہاتھ چلی جائے جس کا سراسر نقضان ہمارے صوبے کو ہو تو میرے خیال میں اس کے ذمہ دار ہم سب ہوں گے جو یہاں پر بیٹھے ہیں جس کے وقت میں ہو گا وہ اس چیز کے ذمہ دار ہیں گے سردار صاحب نے کہا کہ قرارداد تو ہم نے منظور کر لی آپ نے مہماں کر کے سب نے اس کو پاس بھی کر لیا ہے لیکن اس کا آگے کیا بنے گا اس کے لئے میں نے اپنے چند ساتھیوں کو کہا ہے کہ اس کے لئے کوئی اچھے لائیئر انگیچ کریں اور اگر ہمارا کیس بنتا ہے تو فوراً "Stay Order" میں پریم کورٹ سے کہ اس کی فروخت کو فی الفور روکا جائے اور پھر کیس اگر مودو Move کرنا ہے یہی آئی میں جیسا کہ سردار آخر مینگل نے بھی میرے ساتھ ڈس کس کیا ہے دو تین دن پہلے میرے دفتر میں بیٹھ کر تو اگر ہم یہ کیس مرکز میں لے جائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آچکا ہے ایسے ضروری سائل کو سیریں لیں اور اس کو نظر انداز نہ کریں شاید پھر اس کا بڑا نقضان اٹھانا پڑے۔ آپ کا ٹکریہ اپنیکر صاحب آپ نے اجازت دی کہ میں کچھ رائے اس معاملے میں رائے دے سکوں۔ ٹکریہ۔

جناب اسپیکر : اب سیکریٹری اسمبلی اپنیکر صاحب کا حکم پڑھ کر سنائیں۔

(سمبلی کا اجلاس دو پردو بجگر پیش منٹ غیر مینہ مدت تک کے لئے نلوٹی ہو گی)

AKHTAR HUSAIN KHAN
Secretary Assembly

"ORDER"

In exercise of the powers conferred on me by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Waheed Baloch, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan, hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Thursday the 13th June, 1996, with immediate effect.

Dated this 13th June
1996

(WAHEED BALOCH)
Speaker,
Provincial Assembly of Balochistan